بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

شمارہ 1

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

نائب
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

22 جمادی الاوّل 1442 ہجری قمری • 7 صلح 1340 ہجری شمسی • 7 جنوری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ (النساء: 137)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کتاب پر بھی جو اُس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر بھی جو اُس نے پہلے اُتاری تھی۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 1 رجنوری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی ﷺ

(955) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید الاضحی کے دن نماز کے بعد نبی ﷺ نے ہمیں مخاطب کیا۔ فرمایا: جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی تو اس نے ٹھیک قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی چونکہ وہ نماز سے پہلے ہوئی اس کی کوئی قربانی نہیں۔ اس پر حضرت ابو بردہ بن نیارؓ نے جو حضرت براء (بن عازبؓ) کے ماموں تھے، کہا: یا رسول اللہ! مَیں نے تو اپنی بکری نماز سے پہلے ذبح کر لی تھی۔ مَیں تو یہ سمجھتا تھا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اور مَیں نے چاہا کہ پہلی بکری جو ذبح ہو وہ میرے ہی گھر میں ہو اس لئے مَیں نے اپنی بکری ذبح کر دی اور نماز کو آنے سے پہلے ناشتہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہاری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے جو مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ کیا وہ میری طرف سے بطور قربانی کافی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ تمہارے بعد کسی کو بطور قربانی کام نہ آئے گی۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب العیدین مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 4 ردسمبر 2020ء (مکمل متن)

خطبہ جمعہ فرمودہ 11 رنومبر 2020ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت ﷺ (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

لجنہ اماء اللہ کیرالہ سے حضور کا خطاب (2008)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

ملکی رپورٹیں واعلانات

وصایا | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

دعا کریں کہ یہ سال جماعت کے لئے دُنیا کے لئے انسانیت کے لئے بابرکت ہو

ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں اور دُنیا والے بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں

ہر احمدی کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے، اسکے سرانجام دینے کیلئے پہلے اپنے اندر پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کریں اور پھر دُنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا، جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے، تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنیوالے بن سکتے ہیں تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں اور تبھی ہم نئے سال کی مبارکباد دینے کے اور لینے کے مستحق قرار دیئے جاسکتے ہیں

ہر احمدی مرد عورت جوان بچہ بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال مَیں نے دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ یکم جنوری 2021 میں فرمایا: آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت کیلئے دُنیا کیلئے انسانیت کیلئے بابرکت ہو۔ ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے والے ہوں اور دُنیا والے بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں ورنہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کاش کہ ہم اور دنیا کے تمام لوگ اس اہم نکتے کو سمجھ جائیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔

پس یہ سال مبارکبادوں کا سال اس وقت بنے گا جب ہم اپنے فرائض کو اس نہج پر ادا کرنے والے ہوں گے کہ لوگوں کو سمجھائیں دُنیا کو سمجھائیں اور ظاہر ہے کہ یہ سب کرنے کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کے بھی جائزے لینے ہوں گے۔ ہم جو زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہیں کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہو چکی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ خالصتاً للہ اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہیں یا ابھی ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور ایک دوسرے کے پیار و محبت کے جذبات کو غیر معمولی معیاروں تک لانے کی ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے اور اس کے سرانجام دینے کے لئے پہلے اپنے اندر پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں اپنے معاشرے میں، احمدی معاشرے میں اور پھر دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں اور تبھی ہم نئے سال کی مبارکباد دینے کے اور لینے کے مستحق قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی مرد عورت جوان بچہ بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال مَیں نے دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر ایک احمدی کو توفیق عطا فرمائے۔

ہماری خوشیاں چاہے وہ سال کے شروع کی ہوں یا عید کی اصل تو اُس وقت ہوں گی جب ہم دنیا میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا لہرانے والے بنیں گے جسے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔ خوشیاں اس وقت ہوں گی جب انسانیت انسانی قدروں کو پہچاننے والی بنے گی۔ جب آپس کی نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس خوشی کے سامان بھی ہمیں جلد پہنچائے۔ مسلم امہ کو بھی عقل دے کہ وہ آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیں۔ دُنیا کو بھی عقل دے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور یہ سال ہر احمدی کے لئے ہر انسان کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے اور جو کوتاہیاں اور کمیاں گزشتہ سالوں میں ہم سے ہو گئیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنیں جہاں ہمیں بعض انعاموں سے محروم رکھنے کا باعث بنیں اُن سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور اپنے انعاموں کا اور فضلوں کا وارث بنائے اور ہم حقیقی مؤمن بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي الْعَالَمِ ۞ شَرُّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

کتاب نور الحق کی مثل لانے پر پادری عماد الدین کے لئے پانچ ہزار روپے کا انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ چیلنج ہم آپ کی کتاب ”نُور الحق“ روحانی خزائن جلد 8 سے پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب فصیح و بلیغ عربی میں ہے جو 1894 کی تصنیف ہے۔ گزشتہ مضامین میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ 22 مئی 1893 تا 5 جون 1893 سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری عبد اللہ آتھم کے مابین 15 دن تک بمقام امرتسر ایک مباحثہ ہوا تھا۔ یہ مباحثہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری عبد اللہ آتھم کے مابین نہیں تھا بلکہ یہ اسلام اور عیسائیت کی ایک عظیم الشان جنگ تھی جس میں اسلام کو نمایاں فتح حاصل ہوئی اور عیسائیت کو نمایاں شکست۔ اس ذلّت آمیز شکست سے دُنیائے عیسائیت میں ایک کہرام مچ گیا اور اس کی بازگشت دُور دُور تک سُنائی دینے لگی۔ ”اس سے نہ صرف ہندوستانی پادری بوکھلا اُٹھے بلکہ یورپین مشنری سوسائیٹیز بھی جو ہندوستان میں مشنری بھیجتی تھیں اس سے فکر مند ہوئیں کہ آئندہ اسلام کا مقابلہ کیونکر ہوگا☆“ اس ذلّت اور رُسوائی کو مٹانے کے لئے پادری عماد الدین نے ایک کتاب ”توزین الاقوال“ لکھی جس میں اس نے بانی اسلام سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مطہر ذات پر ناپاک حملے کئے، قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراضات کئے، سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکومت کا باغی قرار دیا نعوذ باللہ من ذالک۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادری عماد الدین کے اعتراضات کے جواب میں کتاب ”نُور الحق“ فصیح و بلیغ عربی میں تصنیف فرمائی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب عربی میں اس لئے لکھی کہ عماد الدین اور اس جیسے، اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کرنے والے اپنا نام مولوی رکھتے تھے اور اپنے آپ کو ایک عالم کی حیثیت سے شہرت دیتے تھے اور قرآن کریم پر اعتراضات کرتے تھے تا کہ اُن کی خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ ہو۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی فصیح و بلیغ میں یہ کتاب لکھی اور عماد الدین کو چیلنج دیا کہ اگر وہ فی الحقیقت عربی جانتا ہے اور فصاحت اور عدم فصاحت میں فرق کرنے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس جیسی کتاب لکھ کر دکھا دے تا سمجھا جائے کہ واقعی وہ عربی دان ہے اور قرآن کریم پر اعتراض کرنے کا اہل ہے۔ اگر وہ اس جیسی کتاب نظم و نثر پر مشتمل لکھ کر دکھا دیگا تو اُسے پانچ ہزار روپے کا ایک بھاری انعام دیا جائے گا۔ اس کا تفصیلی ذکر انشاء اللہ ہم آئندہ شماروں میں کریں گے۔

پادری عماد الدین کی کتابیں ملک میں محض فتنہ فساد برپا کرنے کی غرض سے تالیف ہوتی تھیں۔ عماد الدین کی تالیفات کے متعلق بعض ہندو اور عیسائی اخبارات کی رائے ملاحظہ فرمایئے۔

”اخبار ’ہندو پرکاش‘ جلد 2 نمبر 4 مطبوعہ 12؍اکتوبر 1874ء صفحہ 10 و 11 میں جو امرتسر کے اہل ہنود کی طرف سے جاری ہے، لکھا ہے کہ پادری عماد الدین کی تصنیفات تاریخ محمدی وغیرہ (وغیرہ سے مراد ہِدَایَۃُ الْمُسْلِمِیْن) کچھ اُس کتاب سے شورش انگیزی میں کم تر نہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے صد ہا سالہ اتفاق اور محبت کو نفاق اور عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو یکلخت ہلاکت کا منہ دکھایا...... اس کی تصانیف سے جس کا حوالہ اوپر درج ہے بلاشبہ ملکی امن میں خلل پڑ سکتا ہے اور وہ کچھ عجیب ڈھنگ سے مرتب ہوئی ہیں کہ جن کو فی الجملہ شرارت انگیز بلکہ شر خیز کہنا ذرا بھی غیر حق بات نہیں...... ہندوستان کے مسیحی مصنفوں میں سے تمام لوگ پادری عماد الدین کو ہی انگشت نما کرتے ہیں اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری تالیفات سے عام لوگ مذہبی ولولہ میں آکر اور حرارت سے مغلوب ہو کر بے ادائیاں کریں اور سرکار میں مُفسد شمار ہو جاویں۔“

ایک عیسائی پرچہ ”شمس الاخبار“ لکھنؤ (مطبوعہ امریکن مشن پریس 15؍اکتوبر 1875ء نمبر 15 جلد 7 باہتمام پادری کریون صاحب صفحہ 9) نے لکھا کہ:

’نیاز نامہ‘ جس کے مصنف صفدر علی صاحب بہادر مسیحی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع ساگر ملک متوسط ہند ہیں، عماد الدین کی تصنیفات کی مانند نفرتی نہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور اگر 1857 کے مانند پھر غدر ہوا تو اسی شخص کی بدزبانیوں اور بیہودگیوں سے ہوگا۔ (نور الحق اَلْحِصَّةُ الْاُوْلٰی، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 140، 141)

صفدر علی جن کا نام اُوپر آیا ہے یہ عماد الدین کے دوست تھے جبکہ یہ دونوں آگرہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ بعد میں جب عماد الدین لاہور آئے تو انہیں صفدر علی کے عیسائی ہونے کی خبر ملی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد عماد الدین بھی عیسائی ہوگئے۔ پادری رجب علی نے جس کے مطبع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ چھپوانے اور اس کی پروف کے لئے امرتسر جایا کرتے تھے، عماد الدین کی تصانیف کے متعلق لکھا کہ:

”جب سے ہمارا بھائی عماد الدین اسلام کے ردّ میں کتابیں تالیف کرنے لگا اور تثلیث کے دلائل شائع کئے سو اس سبب سے کہ وہ دلائل مجموعہ اباطیل تھے اور ان میں کوئی بھی سچی دلیل نہیں تھی ہمیں بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا اور ہم ملامت کے نشانہ ٹھہر گئے اور بعد اس کے ہم مارے شرم کے ایسے ہو گئے کہ اس قابل نہ رہے کہ مسلمانوں کو اپنا منہ دکھا سکیں۔“ (ایضاً صفحہ 139)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عماد الدین امرتسری کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ (کتاب البریّہ رُوحانی خزائن جلد 13 صفحہ 120)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پادری عماد الدین صاحب جو کبھی اجمیر شریف کی جامع مسجد کے خطیب ہوا کرتے تھے، اسلام سے انحراف کر کے عیسائی ہو گئے اور اسلام کے خلاف اِس درجہ ان کا بغض بڑھا کہ بعد کی ساری زندگی اسلام کے خلاف جدوجہد کے لئے وقف ہو گئی۔“ (سوانح فضل عمرؓ جلد اوّل صفحہ 11)

پادری حضرات خصوصیت کے ساتھ اسلام پر، قرآن کریم پر، سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس و اطہر پر درندوں کی طرح حملہ کیوں کرتے ہیں، اس پر روشنی ڈالتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پر و بال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں۔ ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکمّا ہونا اس کا بپایۂ ثبوت پہنچا دیا۔ تو پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افترا کریں تھوڑا ہے۔“ (چشمہ مسیحی، رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 343)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پادریوں ...... کی چھاتی پر اسلام ہی پتّھر ہے ورنہ باقی تمام مذاہب اُن کے نزدیک نامَرد ہیں۔ ہندو بھی عیسائی ہو کر اسلام کے ہی رَدّ میں کتابیں لکھتے ہیں۔ رامچندر اور ٹھاکر داس نے اسلام کی تردید میں اپنا سارا زور لگا کر کتابیں لکھی ہیں۔ بات یہ ہے کہ اُن کا کانشنس کہتا ہے کہ اُن کی ہلاکت اسلام ہی سے ہے۔ طبعی طور پر خوف اُنہی کا پڑتا ہے، جن کے ذریعہ ہلاکت ہوتی ہے۔ ایک مُرغی کا بچہ بلی کو دیکھتے ہی چلانے لگتا ہے۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے پیرو عموماً اور پادری خصوصاً جو اسلام کی تردید میں زور لگا رہے ہیں، یہ اسی لئے ہے کہ اُن کو یقین ہے، بلکہ اندر ہی اندر اُن کا دل اُن کو بتاتا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے، جو ملل باطلہ کو پیس ڈالے گا۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 110، مطبوعہ قادیان 2003)

اِن دیسی اور اسلام سے مُرتد پادریوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی صرف یہی ایک وجہ نہیں کہ اسلام ان کے نزدیک ایک ناقابل تسخیر قلع ہے جس کی وجہ سے یہ جی جان سے اس پر حملہ کرتے، بلکہ ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس طرح سے یہ مرتدین از اسلام دیسی پادری انگریز پادریوں کو خوش کرتے ہیں اور اسلام سے اپنی نفرت اور عیسائیت سے اپنی محبت ثابت کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ مرتدین:

”گرجاؤں میں بھوک کی وجہ سے جو گلاتی جاتی تھی جمع ہوئے اور یہ سب کچھ ان کے مالوں کے لالچ اور ان کے اقبال پر نظر دوڑانے سے ظہور میں آیا اور پھر انہوں نے شروع کیا کہ آنحضرت خیر الانام کے حق میں سخت اور نئے نئے درشت کلمے استعمال کر کے پادریوں کو خوش کرتے اور نئی نئی قسم کی اہانتیں اور اختراع اور اعتراض ان کے لئے بناتے تا کہ ان کو دکھلاویں کہ وہ اسلام سے متنفر اور عیسائی مذہب میں بڑے پکے ہیں اور تا کہ ان بے ادبی کی باتوں سے ان کے خاص مصاحب بن جائیں اور ان کے توسط سے اپنی حاجتیں پوری کریں اور ان کی آنکھوں میں پرہیزگار اور صالح دکھائی دیں۔“ (نور الحق اَلْحِصَّةُ الْاُوْلٰی، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 47)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ انہیں ایک نیک نصیحت دیتے ہوئے فرمایا:

”مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم یافتہ کہلاتے ہوئے اور تہذیب کا دعویٰ کرتے ہوئے کروڑوں انسانوں کے پیشواؤں پر قیاسی باتوں کی بناء پر کس طرح حملہ کر دیتے ہیں حالانکہ خود ان لوگوں کے اخلاق اس قدر گرے ہوئے اور ذلیل ہوتے ہیں کہ انسانیت کو ان سے شرم آتی ہے ان کی یہ جرأت محض اس وجہ سے ہے کہ اس وقت عیسائیوں کو حکومت حاصل ہے اور ان کو یہ شرم بھی نہیں آتی کہ جب مسلمان دُنیا پر حاکم تھے اور مسیحیوں کا اس سے بھی پتلا حال تھا کہ جو اس وقت مسلمانوں کا مسیحیوں کے مقابل پر ہے اس وقت بھی مسلمانوں نے یسوع ناصری کے بارہ میں سخت الفاظ کبھی استعمال نہیں کئے۔ مسلمانوں نے ہزار سال تک مسیحی ممالک پر حکومت کر کے اُن کے سردار کی جس عزت کا اظہار کیا کاش مسیحی لوگ دو تین سو سال کی حکومت پر ایسے مغرور نہ ہو جاتے کہ اس نبیوں کے سردارؐ پر اس طرح درندوں کی طرح حملے کرتے اور مسلمانوں کے اس احسان کا کچھ تو خیال کرتے کہ انہوں نے یسوع کے خلاف کبھی جارحانہ قدم نہیں اٹھایا ورنہ حق یہ ہے کہ مسلمان یسوع کی نسبت اس سے بہت زیادہ کہہ سکتے ہیں جو مسیحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے ہیں۔“ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 253)

آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ مسلمان علماء، اسلام جیسے پیارے مذہب کو چھوڑ کر کیوں عیسائیت کی گود میں جا بیٹھتے تھے۔ اور پھر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج کی کسی قدر تفصیل بھی پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ......☆......

☆ تعارف نور الحق حصہ اوّل از حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ V

خطبہ جمعہ

کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو تیرے لیے خادم سے بہتر ہے؟ تم اپنے بستر پر جاتے ہوئے تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو، تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اپنی تنگ دستی اور غربت کے باوجود زہد وقناعت کا نمونہ دکھایا کرتے تھے

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو میں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگ جاتا تھا لیکن جب بھی میں گیا میں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا اور میں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ اَے خدا میرے زندہ خدا، اے میرے خدا زندگی بخش آقا

چار مرحومین مکرم کمانڈر چودھری محمد اسلم صاحب آف کینیڈا، محترمہ شاہینہ قمر صاحبہ اہلیہ قمر احمد شفیق صاحب ڈرائیور نظارت علیا اور ان کے بیٹے عزیزم ثمر احمد، اور مکرمہ سعیدہ افضل کھوکھر صاحبہ اہلیہ محمد افضل کھوکھر صاحب شہید کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4 دسمبر 2020ء بمطابق 4 فتح 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

گزشتہ خطبے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آج بھی اسی سلسلے میں بیان کروں گا۔

حضرت علیؓ کی مؤاخات کے بارے میں روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو مرتبہ اپنا بھائی قرار دیا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان مکے میں مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر آپؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مدینے میں ہجرت کے بعد مؤاخات قائم فرمائی اور دونوں مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر، جلد 4، صفحہ 88، ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2016ء)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابو طالبؓ اور حضرت سہل بن حُنَیفؓ کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم کیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 3، صفحہ 16، باب ذکر علی ابن ابی طالب، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2017ء)

یہ مؤاخات کب کب ہوئی؟ اس بارے میں تاریخ میں ذکر ملتا ہے کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ چنانچہ صحیح بخاری کے ایک شارح علامہ قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ پہلی مرتبہ ہجرت سے قبل مکّے میں مہاجرین میں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان اور حضرت علیؓ اور اپنے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مؤاخات قائم فرمائی۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو صحابہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی یعنی پچاس مہاجرین اور پچاس انصار کے درمیان۔ (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جزء 8، صفحہ 410-411، حدیث نمبر 3937، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

حضرت علیؓ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے سوائے غزوۂ تبوک کے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہل وعیال کی نگہداشت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ (اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر، جلد 4، صفحہ 92، ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت 2003ء)

حضرت ثَعْلَبَہ بن ابو مالِکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ ہر موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علمبردار ہوتے تھے مگر جب لڑائی کا وقت آتا تو حضرت علی بن ابو طالبؓ جھنڈا لے لیتے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر، جلد 4، صفحہ 93، ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت 2003)

غزوہ عُشَیرہ جمادی الاولیٰ دو ہجری میں ہوا تھا۔ تاریخ وسیرت کی کتب میں اس غزوہ کا نام غزوہ عُشَیرہ کے علاوہ غزوہ ذوالعُشیرہ، ذات العُشیرہ اور عُسیرہ بھی بیان ہوا ہے۔ عُشَیرہ ایک قلعے کا نام ہے جو کہ حجاز میں یَنْبُعْ اور ذُوالمُرْوَہ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے متعلق تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ جمادی الاولیٰ سن 2 ہجری میں قریش مکہ کی طرف سے کوئی خبر پاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینے سے نکلے اور اپنے پیچھے اپنے رضاعی بھائی ابوسَلَمہ بن عَبْدُالْاَسَد کو امیر مقرر فرمایا۔ اس غزوے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی چکر کاٹتے ہوئے بالآخر ساحل سمندر کے قریب یَنْبُعْ کے پاس مقام عُشَیرہ تک پہنچے اور گو قریش کا مقابلہ نہیں ہوا مگر اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنومُدلج کے ساتھ ایک معاہدہ طے فرمایا اور پھر واپس تشریف لے آئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 329) (لغات الحدیث، جلد 3، صفحہ 110-111، زیر لفظ عشیرہ) (السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 175، باب ذکر مغازیہؐ غزوۃ العشیرہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (الدلائل النبوۃ للبیہقی، جلد 5، صفحہ 460، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1988ء)

حضرت علیؓ اس غزوے میں شامل ہوئے تھے۔ اس حوالے سے مسند احمد بن حنبل کی روایت اس طرح ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات العُشَیر ہمیں حضرت علیؓ اور مَیں رفیقِ سفر تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنومُدلج کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجور کے باغات میں اپنے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا اے اَبُویَقْظَان تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کے پاس جائیں اور دیکھیں وہ کیا کر رہے ہیں؟ پس ہم ان کے پاس آئے اور ان کے کام کو کچھ دیر دیکھا۔ پھر ہمیں نیند آنے لگی تو مَیں اور حضرت علیؓ وہاں سے چلے اور کھجوروں کے درمیان مٹی پر ہی لیٹ کر سو گئے۔ اللہ کی قَسم! ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے نہ جگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے پاؤں کے مس سے جگایا جبکہ ہمارے جسموں پر مٹی لگ چکی تھی۔ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے جسم پر مٹی دیکھ کر فرمایا۔ اے ابوتراب! پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں دو بدبخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ ابوتراب کا ذکر پچھلی دفعہ بھی خطبے میں ہوا تھا کہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ مٹی لگ گئی تھی تو آپؐ نے کہا اے ابوتراب! ابوتراب کے نام سے پکارا۔ اس وقت سے آپؓ کی کنیت یہ بھی ہو گئی تھی یا ہو سکتا ہے اس وقت سے آپ نے یہ نام رکھا ہو، بعد میں بھی ہو یا دونوں جگہ فرمایا ہو۔ جو بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ پہلے کا واقعہ تو یہی لگتا ہے۔ بہرحال کیا میں تمہیں دو بدبخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں! ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا پہلا شخص قوم ثمود کا اُحَیمر تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں اور دوسرا شخص وہ ہے جو اے علی! تمہارے سر پر وار کرے گا یہاں تک کہ خون سے یہ داڑھی تر ہو جائے گی۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 261، مسند عمّار بن یاسر، حدیث 18511، عالم الکتب للطباعۃ والنشر التوزیع بیروت 1998ء)

غزوۂ سَفْوان، بَدْرُالْاُولیٰ جُمادی الآخر میں 2 ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کے بارے میں تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ عُشَیرہ سے واپس مدینہ تشریف لائے ہوئے دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کُرْز بن جابر فِہری نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل پر تھی اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ

وغیرہ لوٹ کر جاتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ فوراً زید بن حارِثہؓ کو اپنے پیچھے امیر مقرر کر کے مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے اور سَفْوَان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 330)

اس غزوے کے موقعے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو سفید جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 2، صفحہ 253، ذکر عدد مغازی رسول اللہ وسرایاہ، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت لبنان 1996ء)

غزوۂ بدر 2؍ہجری مطابق مارچ 623ء میں ہوا تھا اور اس کا ذکر اور اس میں حضرت علیؓ کے بارے میں یوں تذکرہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت بَسْبَس بن عَمْروؓ کو مشرکین کی خبر دریافت کرنے کیلئے بدر کے چشمہ پر بھیجا۔ انہوں نے قریش کو اپنے جانوروں کو پانی پلاتے ہوئے دیکھا اور مشرکین کی اس جماعت کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء2، صفحہ 256، غزوۃ بدر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء) (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 349)

غزوۂ بدر کے موقعے پر جب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے تو سب سے پہلے ربیعہ کے دونوں بیٹے شَیْبَہ، عُتْبَہ اور ولید بن عُتْبَہ نکلے اور مبارزت کی دعوت دی تو قبیلہ بنو حارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفراء کے فرزند تھے ان کی طرف سے مقابلے کیلئے نکلے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان پہلی مڈھ بھیڑ میں انصار شامل ہوں بلکہ آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کے چچا کی اولاد اور آپ کی قوم کے ذریعہ سے یہ شوکت ظاہر ہو۔ پس آپؐ نے انصار کو حکم دیا تو وہ اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور آپ نے ان کیلئے کلمہ خیر فرمایا۔ پھر مشرکین نے کہا اے محمدؐ! ہماری طرف مقابلے کیلئے ہماری قوم میں سے ہمارے ہم پلّہ لوگ بھیجو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو ہاشم! اٹھو اپنے حق کیلئے لڑو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے جبکہ وہ لوگ اپنے باطل کے ساتھ آئے کہ وہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ پس حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ، حضرت علی بن ابو طالبؓ اور حضرت عُبَیْدَہ بن حارِثؓ کھڑے ہوئے اور ان کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بولو تاکہ ہم تمہیں پہچان سکیں۔ ان لوگوں نے خَود پہنے ہوئے تھے جن کی وجہ سے چہرے چھپے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں حمزہ بن عبد المطلب اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر ہوں۔ اس پر عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے اور میں حلیفوں کا شیر ہوں۔ تیرے ساتھ یہ دو کون ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے کہا علی بن ابو طالبؓ اور عُبَیدہ بن حارِثؓ۔ عتبہ نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔ پھر اس نے یعنی عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے ولید! اٹھو۔ پس حضرت علیؓ اسکے مقابل گئے اور ان دونوں میں تلوار چلنے لگی اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر عُتبہ کھڑا ہوا اور اسکے مقابل میں حضرت حمزہؓ نکلے۔ پھر ان دونوں کے درمیان تلوار چلی۔ حضرت حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر شَیْبَہ کھڑا ہوا اور اس کے مقابل پر حضرت عُبَیدہ بن حارِثؓ نکلے جبکہ وہ (حضرت عبیدہؓ) اس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔ شَیبہ نے حضرت عبیدہؓ کی ٹانگ پر تلوار کا کنارا مارا جو آپ کی پنڈلی کے گوشت میں لگا اور اس کو چیر دیا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے شَیبہ پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 2، صفحہ 257، غزوۃ بدر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

یہ روایت دو سال ہوئے پہلے بھی بیان ہوئی تھی۔ کچھ حصہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ ایک اَور روایت ہے جو حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ اس کا تذکرہ اس طرح ملتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور اسکے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی نکلے اور پکار کر کہا کہ کون ہمارے مقابلے کیلئے آتا ہے تو انصار کے کئی نوجوانوں نے اسکا جواب دیا۔ عتبہ نے پوچھا کہ تم کون ہوں؟ انہوں نے بتا دیا کہ ہم انصار میں سے ہیں۔ عتبہ نے کہا کہ ہمیں تم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے حمزہ! اٹھو۔ اے علی! کھڑے ہو۔ اے عبیدہ بن حارث! آگے بڑھو۔ حمزہؓ تو عتبہ کی طرف بڑھے اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدہؓ اور ولید کے درمیان جھڑپ ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کیا اور پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عُبَیدہ کو ہم میدان جنگ سے اٹھا کر لے آئے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی المبارزۃ، حدیث 2665)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور تضرعات میں مصروف رہے۔ جب کفار کا لشکر ہمارے قریب ہوا اور ہم ان کے سامنے صف آرا ہوئے تو ناگاہ ایک شخص پر نظر پڑی جو سرخ اونٹ پر سوار تھا اور لوگوں کے درمیان اس کی سواری چل رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؓ، حمزہؓ! جو کفار کے قریب کھڑے ہیں انہیں پکار کر پوچھو کہ سرخ اونٹ والا کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص انہیں خیر بھلائی کی نصیحت کر سکتا ہے تو وہ سرخ اونٹ والا شخص ہے۔ اتنی دیر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ وہ عُتْبہ بن رَبیعہ ہے جو کفار کو جنگ سے منع کر رہا ہے جس کے جواب میں ابوجہل نے اسے کہا کہ تم بزدل ہو اور لڑائی سے ڈرتے ہو۔ عُتبہ نے جوش میں آ کر کہا کہ آج دیکھتے ہیں کہ بزدل کون ہے۔ (مسند احمد، جلد 1، صفحہ 338-339، حدیث 948، مسند علی بن ابی طالب، مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

بہرحال پھر وہ جنگ میں شامل ہوا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے موقعے پر میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا تم دونوں میں سے ایک کے دائیں جانب حضرت جبرئیل ہیں اور دوسرے کے دائیں جانب حضرت میکائیل ہیں اور حضرت اسرافیل عظیم فرشتہ ہے جو لڑائی کے وقت حاضر ہوتا ہے اور صف میں ہوتا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین، جزء3، صفحہ 345، کتاب معرفۃ الصحابۃ، حدیث نمبر 4711، مطبوعہ دار الفکر لبنان 2002ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ غزوۂ بدر کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو میں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگ جاتا تھا لیکن جب بھی میں گیا میں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا۔ اور میں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔

اے خدا میرے زندہ خدا، اے میرے خدا زندگی بخش آقا۔ حضرت ابوبکرؓ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہوئے جاتے تھے اور کبھی کبھی بے ساختہ عرض کرتے تھے یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ اللہ اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا۔ مگر اس کے باوجود آپؐ کا برابر دعا کیے جانا، آپؐ دعا میں مصروف تھے اور اس خوف میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی بعض دفعہ مشروط ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 361)

حضرت فاطمہؓ سے شادی 2؍ہجری میں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت فاطمہؓ سے عقد کی درخواست کی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی قبول فرمایا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر حضرت فاطمہؓ سے شادی کی درخواست کی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؐ حضرت فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس مہر کیلئے کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے البتہ اپنی زرہ کو بیچ دو۔ چنانچہ میں نے اپنی زرہ کو چار سو اسّی درہم میں بیچ کر حق مہر کی رقم کا انتظام کیا۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حق مہر رکھ لو تو جو ہو گا دیکھی جائے گی، دے دیں گے۔ لیکن ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق مہر کیلئے پہلے انتظام کرو۔ اس کا مطلب یہ فوری حق ہے۔ یہ نہیں ہے جب کہ بعض لوگ مجھے لکھ دیتے ہیں کہ عورتیں حق مہر کا پہلے مطالبہ کر لیتی ہیں حالانکہ ہم ہنسی خوشی رہ رہے ہیں۔ مطالبہ کر دیتی ہیں تو یہ ان کا حق ہے۔ یہ تو اسی وقت دینا چاہیے اور اس کے نہ دینے سے پھر جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر طلاق خلع کے وقت تو یہ ادا ہونا چاہیے حالانکہ اس یعنی حق مہر کا طلاق اور خلع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بہرحال ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ زرہ حضرت عثمانؓ کو بیچی۔ حضرت عثمانؓ نے زرہ کی قیمت بھی ادا کر دی اور زرہ بھی واپس کر دی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں وہ رقم لے کر آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے مٹھی بھر بلال کو دیتے ہوئے فرمایا: اس سے کچھ خوشبو خرید لاؤ اور کچھ لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ کا جہیز تیار کرو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کیلئے ایک چارپائی، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی یہ سب تیار کیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ سے یہ رشتہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: میرے ربّ نے مجھے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

رخصتی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ جب فاطمہ تمہارے پاس آئیں تو جب تک میں نہ آؤں کوئی بات نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ حضرت امّ ایمنؓ کے ساتھ آئیں اور گھر کے ایک حصہ میں بیٹھ گئیں۔ مَیں بھی ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا میرا بھائی یہاں ہے۔ ام ایمن نے کہا کہ آپؐ کا بھائی؟ اور آپؐ نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ کیونکہ ایسے رشتے میں شادی ہو سکتی ہے۔ بہرحال وہ سگا بھائی نہیں ہے۔ آپ اندر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور اس میں کلی کی پھر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آگے بڑھو وہ آگے ہوئیں۔ آپ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا اور دعا دیتے ہوئے کہا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسری طرف رخ کرو۔ جب انہوں نے دوسری طرف رخ کیا تو آپ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا۔ پھر

ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا اپنے اہل کے پاس جاؤ اللہ کے نام اور برکت کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں وضو کیا۔ پھر اس پانی کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑکا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شَمْلِهِمَا۔

اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ دے اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سَلَمہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم فاطمہ کو تیار کریں۔ یہاں تک کہ ہم اس کو حضرت علیؓ کے پاس لے جائیں۔ چنانچہ ہم گھر کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم نے اس کو بطحا کے نواح کی نرم مٹی سے لیپا۔ پھر کھجور کے ریشوں سے دو تکیے بھرے۔ ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں سے دھنا۔ پھر ہم نے کھجور اور منقہ کھانے کیلئے اور میٹھا پانی پینے کیلئے رکھا اور ایک لکڑی لی اور اس کو کمرے میں ایک طرف لگا دیا تاکہ اس پر کپڑے وغیرہ لٹکائے جاسکیں اور اس پر مشکیزہ لٹکایا جائے۔ یعنی کپڑے لٹکانے کیلئے اور مشکیزہ لٹکانے کیلئے وہ لکڑی کھڑی کی۔ ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔ دعوت ولیمہ کھجور، جَو، پنیر اور حَیس پر مشتمل تھا۔ حَیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی اور پنیر وغیرہ سے ملا کے بنایا جاتا ہے۔ حضرت اسماء بنت عُمَیس بیان کرتی ہیں کہ اس زمانے میں اس دعوت ولیمہ سے بہتر کوئی ولیمہ نہیں ہوا۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، جلد 2، صفحہ 357 تا 367، ذکر تزویج علی بفاطمۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح باب الولیمۃ، حدیث نمبر 1911) (تاریخ الخمیس، جزء 2، صفحہ 77، فی الوقائع من اول ھجرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی وفاتہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء) (طبقات الکبریٰ، جزء 8، صفحہ 19، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (لغات الحدیث، جلد 1، صفحہ 172، کتاب الحاء)

حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی شادی کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی اور آپؐ اپنی اولاد میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؓ کو عزیز رکھتے تھے۔ اور اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے وہی اس امتیازی محبت کی سب سے زیادہ اہل بھی تھیں۔ اب ان کی عمر کم وبیش پندرہ سال کی تھی اور شادی کے پیغامات آنے شروع ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے درخواست کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا مگر ان کی درخواست بھی منظور نہ ہوئی۔ اس کے بعد ان دونوں بزرگوں نے یہ سمجھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت علیؓ کے متعلق معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ سے تحریک کی کہ تم فاطمہ کے متعلق درخواست کر دو۔ حضرت علیؓ نے جو غالباً پہلے سے خواہش مند تھے مگر بوجہ حیا خاموش تھے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کر دی۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی وحی کے ذریعہ یہ اشارہ ہو چکا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہونی چاہئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے درخواست پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق پہلے سے خدائی اشارہ ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا تو وہ بوجہ حیا کے خاموش رہیں۔ یہ بھی ایک طرح کا اظہارِ رضامندی تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کو جمع کر کے حضرت علیؓ اور فاطمہ کا نکاح پڑھایا۔ یہ 2 ہجری کی ابتدا یا وسط کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد جب جنگ بدر ہو چکی تو غالباً ماہ ذوالحجہ 2 ہجری میں رخصتانہ کی تجویز ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کے لیے کچھ ہے یا نہیں؟

یہ باغ والا واقعہ جو پچھلی دفعہ بیان ہوا تھا اس شادی کے واقعہ سے پہلے کا ہے۔ یہ میں نے صحیح کہا تھا۔ حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کیلئے کچھ ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو میں نے اس دن یعنی بدر کے مغانم میں سے تمہیں دی تھی؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا وہ تو ہے۔ آپؐ نے فرمایا بس وہی لے آؤ۔ چنانچہ یہ زرہ چار سو اسی درہم میں فروخت کر دی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رقم میں سے شادی کے اخراجات مہیا کیے۔ جو جہیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو دیا وہ ایک بیل دار چادر، ایک چمڑے کا گدیلا جس کے اندر کھجور کے خشک پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک مشکیزہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں ایک چکی بھی دی تھی۔ جب یہ سامان ہو چکا تو مکان کی فکر ہوئی۔ حضرت علیؓ اب تک غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کے کسی حجرے وغیرہ میں رہتے تھے مگر شادی کے بعد یہ ضروری تھا کہ کوئی الگ مکان ہو جس میں خاوند بیوی رہ سکیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ اب تم کوئی مکان تلاش کرو جس میں تم دونوں رہ سکو۔ حضرت علیؓ نے عارضی طور پر ایک مکان کا انتظام کیا اور اس میں حضرت فاطمہؓ کا رخصتانہ ہو گیا۔ اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگوا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا کہ

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا نَسْلَهُمَا

یعنی اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے اور پھر آپؐ اس نئے جوڑے کو اکیلا چھوڑ کر واپس تشریف لے آئے۔ اسکے بعد جو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حارِثہ بن نُعمان انصاری کے پاس چند ایک مکانات ہیں آپ ان سے فرماویں کہ وہ اپنا کوئی مکان خالی کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ ہماری خاطر اتنے مکانات پہلے ہی خالی کر چکے ہیں اب مجھے تو انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حارثہ کو کسی طرح اس کا علم ہوا تو وہ بھاگے ہوئے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میرا جو کچھ ہے وہ حضورؐ کا ہے اور واللہ جو چیز آپؐ مجھ سے قبول فرما لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس چیز کے جو میرے پاس رہتی ہے اور پھر اس مخلص صحابی نے باصرار اپنا ایک مکان خالی کروا کے پیش کر دیا اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ وہاں آ گئے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 455-456)

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اپنی تنگدستی اور غربت کے باوجود زہد و قناعت کا نمونہ دکھایا کرتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ نے چکی چلانے سے اپنے ہاتھ میں تکلیف کی شکایت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئیں اور آپؐ کو نہ پایا۔ آپ یعنی حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ سے ملیں اور ان کو بتایا کہ کس طرح میں آئی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے اپنے ہاں آنے کا بتایا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں جو تم نے مانگا ہے وہ یہ ہے کہ جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس دفعہ الحمد للہ کہو۔ یہ تم دونوں کے لیے خادم سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپؐ سے خادم مانگنے کیلئے حاضر ہوئیں اور کام کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا تم اس خادم کو ہمارے پاس نہیں پاؤ گی یعنی اس طرح تمہیں مجھ سے خادم نہیں ملے گا۔ آپؐ نہیں دینا چاہتے تھے۔ حالانکہ حضرت علیؓ کا بھی مال غنیمت میں سے حق بنتا تھا لیکن آپؐ نے نہیں دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو تیرے لیے خادم سے بہتر ہے؟ تم اپنے بستر پر جاتے ہوئے تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو، تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہو اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ......، باب التسبیح اوّل النہار وعند النوم، حدیث نمبر 6915، 6918)

حضرت مصلح موعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان فرماتے ہوئے اس واقعے کو بخاری کے حوالہ سے یوں بیان فرماتے ہیں۔ حدیث یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پیسنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپؐ کو گھر پر نہ پایا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی آمد کی وجہ سے اطلاع دے کر گھر لَوٹ آئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ کی آمد کی اطلاع دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپؐ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جگہ لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپؐ کے قدموں کی خنکی میرے سینے پر محسوس ہونے لگی۔ جب آپؐ بیٹھ گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات نہ بتاؤں جو اس

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:86)

ترجمہ: اور جو بھی اسلام کے سوا کوئی دین پسند کرے تو ہرگز اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:97)

ترجمہ: یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کیلئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کیلئے۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس دفعہ تکبیر کہو، تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس دفعہ الحمد للہ کہو۔ پس یہ تمہارے لیے خادم سے اچھا ہوگا۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت فاطمہؓ کو ایک خادم کی ضرورت تھی اور چکی پیسنے سے آپؓ کے ہاتھوں کو تکلیف ہوتی تھی مگر پھر بھی آپؐ نے ان کو خادم نہ دیا بلکہ دعا کی تحریک کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجہ کیا۔ آپؐ اگر چاہتے تو حضرت فاطمہؓ کو خادم دے سکتے تھے کیونکہ جو اموال تقسیم کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے وہ بھی صحابہ میں تقسیم کرنے کیلئے آتے تھے اور حضرت علیؓ کا بھی ان میں حق ہو سکتا تھا اور حضرت فاطمہؓ بھی اس کی حقدار تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط سے کام لیا اور نہ چاہا کہ ان اموال سے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو دے دیں کیونکہ ممکن تھا کہ اس سے آئندہ لوگ کچھ کا کچھ نتیجہ نکالتے اور بادشاہ اپنے لیے اموال الناس کو جائز سمجھ لیتے۔ پس احتیاط کے طور پر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو ان غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو آپؐ کے پاس اس وقت بغرض تقسیم آئیں کوئی نہ دی۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان اموال میں آپؐ کا اور آپؐ کے رشتہ داروں کا خدا تعالیٰ نے حصہ مقرر فرمایا ہے ان سے آپؐ خرچ فرما لیتے تھے اور اپنے متعلقین کو بھی دیتے تھے۔ ہاں جب تک کوئی چیز آپؐ کے حصہ میں نہ آئے اسے قطعاً خرچ نہ فرماتے اور اپنے عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو بھی نہ دیتے۔ کیا دنیا کسی بادشاہ کی مثال پیش کر سکتی ہے جو بیت المال کا ایسا محافظ ہو۔ اگر کوئی نظیر مل سکتی ہے تو صرف اسی پاک وجود کے خدام میں سے ورنہ دوسرے مذاہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔

(ماخوذ از سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم، جلد 1، صفحہ 544-545)

حضرت علی بن ابو طالبؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب وہ چاہے کہ ہمیں اٹھائے تو ہمیں اٹھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ نماز سے مراد تہجد تھی یعنی کہ نماز تہجد اگر نہیں پڑھتے، تہجد کے وقت اگر ہماری آنکھ نہیں کھلتی تو یہ اللہ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ہمیں اٹھا دے اور جب اٹھا دیتا ہے تو ہم پڑھ لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بحث نہیں کی اور واپس تشریف لے گئے۔ پھر میں نے آپؐ کو سنا جبکہ آپؐ واپس جا رہے تھے۔ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرما رہے تھے کہ

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

کہ انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علیٰ قیام اللیل والنوافل……، حدیث نمبر 1127)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعے کو بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’ایک دفعہ آپؐ رات اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے اور فرمایا کیا تہجد پڑھا کرتے ہو؟ (یعنی وہ نماز جو آدھی رات کے قریب اٹھ کر پڑھی جاتی ہے) حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کی منشا کے ماتحت کسی وقت ہماری آنکھ بند رہتی ہے تو پھر تہجد رہ جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تہجد پڑھا کرو اور اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور راستہ میں بار بار کہتے جاتے تھے۔

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

یہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اکثر اپنی غلطی تسلیم کرنے سے گھبراتا ہے اور مختلف قسم کی دلیلیں دے کر اپنے قصور پر پردہ ڈالتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ یہ کہتے کہ ہم سے کبھی کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے انہوں نے یہ کیوں کہا کہ جب خدا تعالیٰ کا منشا ہوتا ہے کہ ہم نہ جاگیں تو ہم سوئے رہتے ہیں اور اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 389-390)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعے کو مزید کھول کے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک موقعے پر جبکہ حضرت علیؓ نے آپ کو ایسا جواب دیا جس میں بحث اور مقابلے کا طرز پایا جاتا تھا تو بجائے اسکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے یا خفگی کا اظہار کرتے آپؐ نے ایک ایسی لطیف طرز اختیار کی کہ حضرت علیؓ غالباً اپنی زندگی کے آخری ایام تک اس کی حلاوت سے مزہ اٹھاتے رہے ہوں گے اور انہوں نے جو لطف اٹھایا ہوگا وہ تو انہی کا حق تھا۔ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اظہار ناپسندیدگی کو معلوم کر کے ہر ایک باریک بین نظر محو حیرت ہو جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ بخاری کی روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے اور فاطمۃ الزہرا کے پاس تشریف لائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور فرمایا کہ کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھا کرتے؟ میں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ! ہماری جانیں تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور جب وہ اٹھانا چاہے اٹھا دیتا ہے۔ آپؐ اس بات کو سن کر لوٹ گئے اور مجھے کچھ نہیں کہا۔ پھر میں نے آپؐ سے سنا اور آپؐ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہوئے تھے اور آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مار کر کہہ رہے تھے کہ انسان تو اکثر باتوں میں بحث کرنے لگ پڑتا ہے۔ اللہ اللہ، کس لطیف طرز سے حضرت علیؓ کو آپؐ نے سمجھایا کہ آپؐ کو یہ جواب نہیں دینا چاہیے تھا۔ کوئی اَور ہوتا تو اول تو بحث شروع کر دیتا کہ میری پوزیشن اور رتبہ کو دیکھو پھر اپنے جواب کو دیکھو۔ کیا تمہیں یہ حق پہنچتا تھا کہ اس طرح میری بات کو ردّ کر دو۔ یہ نہیں تو کم سے کم بحث شروع کر دیتا کہ یہ تمہارا دعویٰ غلط ہے کہ انسان مجبور ہے اور اس کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہے کرواتا ہے۔ چاہے نماز کی توفیق دے چاہے نہ دے۔ اور کہتا کہ جبر کا مسئلہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ لیکن آپؐ نے ان دونوں طریقوں سے کوئی بھی اختیار نہ کیا اور نہ تو ان پر ناراض ہوئے، نہ بحث کر کے حضرت علیؓ کو ان کے قول کی غلطی پر آگاہ کیا بلکہ ایک طرف ہو کر ان کے اس جواب پر اس طرح حیرت کا اظہار کر دیا کہ انسان بھی عجیب ہے کہ ہر بات میں کوئی نہ کوئی پہلو اپنے موافق نکال ہی لیتا ہے اور بحث شروع کر دیتا ہے۔ حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا کہہ دینا ایسے ایسے منافع اپنے اندر رکھتا تھا کہ جس کا عشر عشیر بھی کسی اَور کی سو بحثوں سے نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اس حدیث سے ہمیں بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے اور اسی جگہ ان کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اول تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو دین داری کا کس قدر خیال تھا کہ رات کے وقت پھر کر اپنے قریبیوں کا خیال رکھتے تھے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو خود تو نیک ہوتے ہیں، لوگوں کو بھی نیکی کی تعلیم دیتے ہیں لیکن ان کے گھر کا حال خراب ہوتا ہے اور ان میں یہ مادہ نہیں ہوتا کہ اپنے گھر کے لوگوں کی بھی اصلاح کریں اور انہی لوگوں کی نسبت مثل مشہور ہے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ یعنی جس طرح چراغ اپنے آس پاس تمام اشیاء کو روشن کر دیتا ہے لیکن خود اس کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی دوسروں کو تو نصیحت کرتے پھرتے ہیں مگر اپنے گھر کی فکر نہیں کرتے کہ ہماری روشنی سے ہمارے اپنے گھر کے لوگ کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خیال معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عزیز بھی اس نور سے منور ہوں جس سے وہ دنیا کو روشن کرنا چاہتے تھے اور اس کا آپؐ تعہد بھی کرتے تھے اور ان کے امتحان و تجربہ میں لگے رہتے تھے اور تربیتِ اعزّاء ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے جو اگر آپؐ میں نہ ہوتا تو آپؐ کے اخلاق میں ایک قیمتی چیز کی کمی رہ جاتی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تعلیم پر کامل یقین تھا جو آپ دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے اور ایک منٹ کیلئے بھی آپ اس پر شک نہیں کرتے تھے اور جیسا کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ دنیا کو اُلّو بنانے کیلئے اور اپنی حکومت جمانے کیلئے آپؐ نے یہ سب کارخانہ بنایا تھا ورنہ آپؐ کو کوئی وحی نہیں آتی تھی۔ یہ بات نہ تھی بلکہ آپؐ کو اپنے رسول اور خدا کے مامور ہونے پر ایسا ثلج قلب عطا تھا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی کیونکہ ممکن ہے کہ لوگوں میں آپؐ بناوٹ سے کام لے کر اپنی سچائی کو ثابت کرتے ہوں لیکن یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ رات کے وقت ایک شخص خاص طور پر اپنی بیٹی اور داماد کے پاس جائے اور ان سے دریافت کرے کہ کیا وہ اس عبادت کو بھی بجا لاتے ہیں جو اس نے فرض نہیں کی بلکہ اس کا ادا کرنا مومنوں کے اپنے حالات پر چھوڑ دیا ہے اور جو آدھی رات کے وقت اٹھ کر ادا کی جاتی ہے۔ اس وقت آپ کا جانا اور اپنی بیٹی اور داماد کو ترغیب دینا کہ وہ تہجد بھی ادا کیا کریں اس کامل یقین پر دلالت کرتا ہے جو آپؐ کو اس تعلیم پر تھا جس پر آپؐ لوگوں کو چلانا چاہتے تھے۔ ورنہ ایک مفتری انسان جو جانتا ہو کہ ایک تعلیم پر چلنا ایک سا ہے، اپنی اولاد کو ایسے پوشیدہ وقت میں اس تعلیم پر عمل کرنے کی نصیحت نہیں کر سکتا یعنی تعلیم پر چلنا بے شک ایک ہے لیکن وہ نصیحت پوشیدہ وقت میں تو نہیں کر سکتا۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ایک آدمی کے دل میں یقین ہو کہ اس تعلیم پر چلے بغیر کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔ یعنی کہ تعلیم پر چلنا یا نہ چلنا یہ ایک جیسا ہے لیکن نصیحت کرنا، رات کے وقت، پوشیدہ وقت میں نصیحت کرنا یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب یقین ہو کہ جو تعلیم ہے اس پر چلے بغیر انسان اس کے دین کے یا اس تعلیم کے جو اعلیٰ کمال ہیں ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ تیسری بات وہی ہے جس کے ثابت کرنے کیلئے میں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک بات کے سمجھانے کیلئے تحمل سے کام لیا کرتے تھے اور بجائے لڑنے کے محبت اور پیار سے کسی کو اسکی غلطی پر آگاہ فرماتے

ارشاد نبوی ﷺ

جو ہماری مسجد میں اس نیت سے داخل ہوگا کہ
بھلائی کی بات سیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا

(مسند احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 322)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

جسکے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا…… تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، انکو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

تھے۔ چنانچہ اس موقع پر جب حضرت علیؓ نے آپؐ کے سوال کو اس طرح رَدّ کرنا چاہا کہ جب ہم سو جائیں تو ہمارا کیا اختیار ہے کہ ہم جاگیں کیونکہ سویا ہوا انسان اپنے آپ پر قابو نہیں رکھتا۔ جب وہ سو گیا تو اب اسے کیا خبر ہے کہ فلاں وقت آ گیا ہے اب میں فلاں فلاں کام کر لوں۔ اللہ تعالیٰ آنکھ کھول دے تو نماز ادا کر لیتے ہیں ورنہ مجبوری ہوتی ہے کیونکہ اس وقت الارم کی گھڑیاں نہ تھیں۔ اس بات کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرت ہونی ہی تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو ایمان تھا وہ کبھی آپ کو ایسا غافل نہ ہونے دیتا تھا کہ تہجد کا وقت گزر جائے اور آپ کو خبر نہ ہو۔ اس لیے آپؐ نے دوسری طرف منہ کر کے صرف یہ کہہ دیا کہ انسان بات مانتا نہیں جھگڑتا ہے۔ یعنی تم کو آئندہ کے لیے کوشش کرنی چاہیے تھی کہ وقت ضائع نہ ہو نہ کہ اس طرح ٹالنا چاہیے تھا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے پھر کبھی تہجد میں ناغہ نہیں کیا۔

(ماخوذ از سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم، جلد 1، صفحہ 588 تا 590)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آج کل جو پاکستان میں حالات ہیں مزید سخت ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بعض حکومتی افسران جو ہیں مولوی کے پیچھے چل کے اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ہمیں جس حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے خاص طور پر دعائیں کریں اور ربوہ کے احمدی بھی پاکستان میں رہنے والے، دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدی بھی ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کے منصوبے جو نہایت بھیانک منصوبے اور خطرناک منصوبے ہیں ان سے بچا کے رکھے اور ان لوگوں کی اب پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔

میں جمعہ کے بعد بعض جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ان کے بارے میں کچھ مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرم کمانڈر چودھری محمد اسلم صاحب کا ہے جو کینیڈا کے تھے۔ 2/نومبر 2020ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کمانڈر صاحب 1929ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ گوجرانوالہ سے انہوں نے میٹرک کیا اور فرسٹ پوزیشن لی۔ پھر تعلیم الاسلام کالج اور گورنمنٹ ایف سی کالج سے ایف ایس سی کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ایس سی کیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سرپرستی میں فزکس میں ایم ایس سی کرنے کی توفیق پائی۔ 1948ء میں فرقان فورس میں بھرتی ہو کر آزاد کشمیر میں متعین ہوئے جہاں انہیں مجاہد کشمیر کے سرٹیفکیٹ اور آزادیٔ کشمیر کے تمغہ سے نوازا گیا۔ 1955ء میں مرحوم پاکستان نیوی میں بھرتی ہوئے جہاں انہیں پاکستان نیول اکیڈمی میں بطور ڈائریکٹر آف سٹڈیز، کوہاٹ میں ڈپٹی پریذیڈنٹ آف انٹر سروسز سلیکشن بورڈ، نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر نیول ایجوکیشنل سروسز وغیرہ کلیدی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصوف کو ایجوکیشنل سیکٹر میں نیوی کے نئے سکول اور کالجز کھولنے کی منصوبہ بندی کرنے کی بھی اور نیز بحریہ یونیورسٹی کے قیام میں بھی بنیادی کردار ادا کرنے کی توفیق ملی۔

پاکستان نیوی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد کینیڈا تشریف لے گئے اور ایک سال مشن ہاؤس ٹورنٹو میں وقف عارضی کیا۔ اس کے بعد 1993ء میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی درخواست کی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قبول فرمایا اور ان کی جو جماعت کی خدمات ہیں یہ بھی اٹھائیس سالوں پر محیط ہیں۔ اس دوران مرحوم کو بطور سیکرٹری جائیداد، سیکرٹری رشتہ ناطہ، ایڈیشنل سیکرٹری مشن ہاؤس اور معاون ہومیوپیتھی کلینک وغیرہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم نہایت منکسر المزاج، نرم گفتار تھے۔ ہر کسی سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کرنے والے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ تعلق اور عشق رکھنے والے۔ زندگی وقف کرنے کے بعد اپنا ہر لحہ جماعت کی خدمت میں گزارنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ گزشتہ کچھ عرصے سے بہت بیمار تھے تاہم جب بھی طبیعت سنبھلتی فوراً مشن ہاؤس آ جاتے اور آخر دم تک خدمت دین میں سرگرم عمل رہے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ اور تین بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نیکیاں ان کی اولاد میں جاری فرمائے۔ ان کی بہو نصرت جہاں کہتی ہیں کہ نہایت شفیق، رحم دل اور نیک انسان تھے۔ نہایت ایمانداری سے وقف کو نبھایا۔ ایک آئیڈیل خاوند تھے اور باپ تھے۔ وفات سے پہلے تک اپنے بچوں کو نصیحت کرتے رہے کہ جماعت اور خدا سے تعلق اور نمازوں میں باقاعدگی بہت ضروری ہے اور ساری عمر خود بھی تہجد اور نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کیا۔

دوسرا جنازہ محترمہ شاہینہ قمر صاحبہ اہلیہ قمر احمد شفیق صاحب جو نظارت علیا کے ڈرائیور ہیں۔ ان کا ہے۔ یہ

سالِ نَو کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْهُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ
وَرِضْوَانٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ وَجِوَارٍ مِّنَ الشَّیْطَانِ (معجم الصحابہ)

اے اللہ! اس (سال) کو ہمارے اوپر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور رحمان (خدا) کی رضا اور شیطان سے بچاؤ کے ساتھ داخل فرما۔ (آمین)

قارئین اخبار بدر کو سالِ نَو مبارک ہو!

شاہینہ قمر صاحبہ اور ان کے بیٹے عزیزم ثمر احمد قمر 12/نومبر 2020ء کو دوپہر سوا ایک بجے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وفات کے وقت محترمہ کی عمر اڑتیس سال تھی اور عزیزم ثمر احمد قمر کی عمر 17 سال تھی۔ شاہینہ قمر صاحبہ نے اپنے خاوند اور دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے علاوہ تین بھائی بھی سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کی بیٹی شاہینہ قمر کہتی ہیں کہ میری ماں بہت نیک خاتون تھیں۔ مجھے ہر وقت نیکیوں کی تلقین کرتی رہتیں۔ خود بھی ہمیشہ نیکیوں میں پہل کرتی تھیں اور ہر بات مجھ سے شیئر کرتی تھیں۔ میری بہت اچھی دوست تھیں اور اپنی ساری باتیں مجھے بتایا کرتی تھیں اور دوسری بات یہ خصوصی بیان کی ہے کہ ماشاء اللہ انہیں جماعت کے کاموں سے بہت لگاؤ تھا اور خدمت کو ہر وقت تیار رہتی تھیں۔ ان کے خاوند نے بھی لکھا ہے کہ باوجود کم تعلیم کے گھر کو بھی بڑی اچھی طرح سنبھالا اور بچوں کی بھی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی۔

پھر ان کے بیٹے عزیزم ثمر احمد قمر ابن قمر احمد شفیق صاحب کا ذکر ہے اسکی انکی والدہ کے ساتھ ہی ایکسیڈنٹ میں وفات ہو گئی تھی۔ تعلیم الاسلام کالج میں فرسٹ ایئر کا طالبعلم تھا اور اللہ کے فضل سے پڑھائی میں ٹھیک تھا۔ خدام کے ساتھ ڈیوٹیاں بھی بڑے جوش اور جذبے سے دیا کرتا تھا۔ جماعتی کاموں میں بہت فعال تھا۔ جب بھی زعیم کی طرف سے بلاوا آتا فوراً ہر کام چھوڑ کے چلے جانا۔ ان کے والد لکھتے ہیں کہ بعض دفعہ تین تین چار چار دن کیلئے میں سفر پر رہتا تو مجھے کہتا کہ ابو آپ فکر نہ کریں میں گھر کو سنبھال لوں گا، آپ بے شک آرام سے اپنی ڈیوٹی دیا کریں۔ اور واقعۃً ایسا ہی تھا۔ بہت ذمہ دار بچہ تھا۔ ثمر احمد قمر کی بڑی بہن ثمرین کہتی ہیں میرے بھائی ماشاء اللہ بہت اچھے تھے۔ غصہ تو انہیں آتا ہی نہیں تھا۔ میں اگر کبھی ڈانٹ بھی دیتی تو بالکل بھی غصہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ناراض ہوتے تھے بلکہ بچوں سے اور بہن بھائیوں سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ باقی چھوٹے بہن بھائیوں نے بھی یہی لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور اس ساری فیملی کو، چھوٹے بچوں کو بھی اور ان بچوں کے والد کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کا ایک بیٹا وفات پا گیا اور اہلیہ بھی وفات پا گئیں۔

اگلا جنازہ مکرمہ سعیدہ افضل کھوکھر صاحبہ اہلیہ محمد افضل کھوکھر صاحب شہید کا ہے جو اشرف محمود کھوکھر صاحب شہید کی والدہ تھیں۔ ان کے خاوند بھی شہید ہوئے تھے، بیٹے بھی شہید ہوئے۔ 12/ستمبر 2020ء کو کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میاں اور بیٹے کی شہادت کے بعد آپ کو بہت کٹھن حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے ہر مشکل کا نہایت صبر اور حوصلے کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بہت وقار کے ساتھ زندگی گزاری۔ کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ ہوتا تھا۔ تین بچیوں کی شادیوں کا فریضہ انجام دیا۔ چند سال قبل انہیں اپنے ایک اور جواں سال بیٹے آصف محمود کھوکھر کی اچانک وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اس موقع پر بھی بڑے صبر سے کام لیا اور بہت صبر کا نمونہ دکھایا۔ اپنے تمام عزیزوں سے پیار کا سلوک کرنے والی تھیں۔ مہمان نواز تھیں۔ غریب پرور تھیں۔ خلافت کے ساتھ عقیدت اور احترام اور پیار کا تعلق تھا۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ ساری زندگی اپنے والدین، شہید خاوند اور اپنے بیٹے اور خاندان کے دیگر بزرگوں کے نام پر صدقہ و خیرات کرتی رہیں۔ آپ کے والدین مکرم مرزا فضل کریم صاحب اور صغریٰ بیگم صاحبہ اسلام اور احمدیت کے شیدائیوں میں سے تھے۔ آپ محترم مرزا مجیب احمد صاحب اور مرزا فضل الرحمٰن صاحب ایسٹ لنڈن کی سب سے بڑی ہمشیرہ تھیں۔ مبارک کھوکھر صاحب آف لاہور کی بڑی بھاوجہ تھیں۔ مبارک صدیقی صاحب کی بڑی خالہ تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم بلال احمد کھوکھر صاحب اور تین بیٹیاں طیبہ قریشی، طاہرہ ماجد اور ثمینہ کھوکھر چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان بچوں کو بھی اپنی ماں کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا	پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا	ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دار جلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے	کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے	یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

طالبِ دُعا: سیّد زمرد احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

جبرئیلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیؓ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں، اس پر جبرئیلؑ نے کہا مَیں آپ دونوں میں سے ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے …… یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اسکے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں

خدا تعالیٰ نے اس قلعہ کی فتح اسکے ہاتھ پر مقدر کی ہے، اسکے بعد دوسری صبح آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کے سپرد کیا جنہوں نے صحابہؓ کی فوج کو ساتھ لے کر قلعہ پر حملہ کیا، باوجود اس کے کہ یہودی قلعہ بند تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اس دن ایسی قوت بخشی کہ شام سے پہلے پہلے قلعہ فتح ہو گیا

غزوۂ تبوک رجب 9 ہجری کے موقعے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا

رشید احمد صاحب ابن محمد عبداللہ صاحب ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ردسمبر 2020ء بمطابق 11 رفتح 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آج بھی اور آئندہ بھی چند خطبات میں وہی جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

غزوۂ احد کے موقعے پر جب ابن قمئہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کیا تو اس نے یہ گمان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ قریش کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔ جب حضرت مصعبؓ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور باقی مسلمانوں نے لڑائی کی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 529، غزوہ احد، مقتل مصعب بن عمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ 2001ء)

ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ احد کے موقعے پر مشرکین کے علمبردار طلحہ بن ابوطلحہ نے حضرت علیؓ کو للکارا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر ڈھیر ہو کر تڑپنے لگا۔ حضرت علیؓ نے یکے بعد دیگرے کفار کے علمبرداروں کو تہِ تیغ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ایک جماعت دیکھ کر حضرت علیؓ کو ان پر حملہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبداللہ جُمَحِی کو قتل کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ پھر آپؐ نے کفار کے دوسرے دستہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے شَیْبَہ بن مَالِک کو ہلاک کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً یہ ہمدردی کے لائق ہے، یعنی حضرت علیؓ کے بارے میں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ میں آپ دونوں میں سے ہوں۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، جلد 2، صفحہ 409، باب غزوہ احد، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (تاریخ الطبری، جلد 3، صفحہ 68، باب غزوہ احد، دار الفکر للطباعۃ والنشر التوزیع بیروت 2002ء)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ ہٹ گئے تو میں نے شہداء کی لاشوں میں دیکھنا شروع کیا تو ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ تب میں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھاگنے والے تھے اور نہ ہی میں نے آپؐ کو شہداء میں پایا ہے لیکن اللہ ہم سے ناراض ہوا اور اس نے اپنے نبی کو اٹھا لیا ہے پس اب میرے لیے بھلائی یہی ہے کہ میں لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں۔ پھر میں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کفار پر حملہ کیا۔ وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان ہیں۔ (اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر، جلد 4، صفحہ 94، ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر للطباعۃ والنشر اولتوزیع بیروت 2003ء)

یہ عشق و وفا کی وہ داستان ہے جو بچپن کے عہد سے شروع ہوئی اور ہر موقعے پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی۔ غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم لگے اس حوالے سے ایک روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعدؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھ سے پوچھتے ہو تو اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھو رہا تھا۔ یعنی یہ نظارہ سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہے، اور کون پانی ڈال رہا تھا اور کیا دوا لگائی گئی تھی۔ حضرت سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال میں سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون کو اَور نکال رہا ہے تو انہوں نے بوریہ کا ایک ٹکڑا لیا اور اسکو جلایا اور ان کے ساتھ چپکا دیا۔ اس سے خون رک گیا اور اس دن آپؐ کا سامنے والا دانت بھی ٹوٹ گیا تھا اور آپؐ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپؐ کا خَود آپؐ کے سر پر ٹوٹ گیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ما اصاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الجراح یوم احد، حدیث نمبر 4075)

حضرت سعید بن مُسَیِّبؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت علیؓ کو سولہ زخم لگے تھے۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر، جلد 4، صفحہ 93، ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں تو یہ مضمون بیان فرماتے ہوئے آپؓ نے یہ بیان فرمایا کہ ”حضرت علیؓ نے احد سے واپس آ کر حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار دی اور کہا اس کو دھو دو۔ آج اس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی یہ بات سن رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: علیؓ! تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا اَور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جن کی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں۔ آپؐ نے چھ سات صحابہؓ کے نام لیتے ہوئے فرمایا ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم تو نہ تھیں۔“

(مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں، انوار العلوم، جلد 19، صفحہ 59)

اور پھر انہی مصیبتوں میں سے گزرتے ہوئے ان لوگوں کو آخر فتح یابی ہوئی۔

غزوۂ خندق شوال پانچ ہجری میں ہوئی ہے۔ اس موقعے پر کفار کے لشکر نے جب مدینہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو ان کے رؤساء نے اس امر پہ اتفاق کیا کہ مل کر حملہ کیا جائے۔ وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے وہ اپنے گھڑسوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب تک پہنچا دیں مگر انہیں کوئی جگہ نہ ملی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس کو عرب میں آج تک کسی نے نہیں کیا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپؐ کو اس بات کا مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ اسی کی تدبیر ہے یعنی کفار نے کہا۔ پھر وہ لوگ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جس سے مسلمان غافل تھے تو عِکْرِمہ بن ابوجہل، نَوفل بن عبداللہ اور ضِرَار بن خَطّاب اور ھُبَیْرَہ بن ابووَھْب اور عَمرو بن عبدِ وُدّ نے اس جگہ سے خندق کو پار کیا۔ عمرو بن عبدِ وُدّ مقابلے کیلئے لیے بلاتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا کہ

وَلَقَدْ بَحِحْتُ مِنَ النِّدَاءِ   لِجَمْعِهِمْ هَلْ مِنْ مُبَارِزْ

یعنی ان کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی ہے کہ ہے کوئی جو مقابلے کے لیے نکلے۔ اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے یہ اشعار کہے۔

لَا تَعْجَلَنَّ فَقَدْ أَتَاكَ   مُجِيْبُ صَوْتِكَ غَيْرُ عَاجِزْ
فِيْ نِيَّةٍ وَ بَصِيْرَةٍ   وَالصِّدْقُ مَنْجِيْ كُلِّ فَائِزْ
إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ أُقِيْمَ   عَلَيْكَ نَائِحَةَ الْجَنَائِزْ
مِنْ ضَرْبَةٍ نَجْلَاءَ يَبْقٰى   ذِكْرُهَا عِنْدَ الْهَزَاهِزْ

تم ہرگز جلدی نہ کرو۔ تمہاری آواز کا جواب دینے والا تمہارے پاس آ گیا ہے جو بے بسی اور کمزوری کا

اظہار کرنے والا نہیں۔ مضبوط ارادے اور مکمل بصیرت کے ساتھ اور میدان میں ثابت قدمی اور ڈٹ جانا ہی ہر کامیاب ہونے والے کی نجات کا ذریعہ ہے۔ میں یقیناً امید رکھتا ہوں کہ میں تجھ پر میتوں پر نوحہ کرنے والیاں اکٹھی کردوں گا۔ ایسا بڑا زخم لگا کر جس کا تذکرہ جنگوں میں باقی رہے گا۔

حضرت علی بن ابوطالبؓ نے جب کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے مقابلے کیلئے نکلوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی تلوار دی اور عمامہ باندھا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس یعنی عمرو بن عبدِ وُدّ کے مقابل میں اس کی مدد کر۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کیلئے نکلے۔ دونوں ایک دوسرے سے مقابلہ کیلئے ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور جب مقابلے پہ آئے تو وہاں ان دونوں کے درمیان مٹی کا غبار اٹھا۔ حضرت علیؓ نے اسے مار کر قتل کر دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تو ہم نے جان لیا کہ حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگ گئے اور اپنے گھوڑوں کی وجہ سے جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 573) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 2، صفحہ 283، غزوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخندق وھی غزوۃ الاحزاب، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء) (البدایہ والنھایہ، جلد 2، جزء 4، صفحہ 115، غزوۃ الخندق وھی غزوۃ الاحزاب، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

اس کی مزید تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ عمرو ایک نہایت نامور شمشیر زن تھا اور اپنی بہادری کی وجہ سے اکیلا ہی ایک ہزار سپاہی کے برابر سمجھا جاتا تھا اور چونکہ وہ بدر کے موقع پر خائب وخاسر ہو کر واپس گیا تھا اس لئے اس کا سینہ مسلمانوں کے خلاف بغض وانتقام کے جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے میدان میں آتے ہی نہایت مغرورانہ لہجے میں مبارز طلبی کی۔ کہا کوئی ہے جو میرے مقابلے پہ آئے۔ بعض صحابہ اس کے مقابلہ سے کتراتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کیلئے آگے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ان کو عنایت فرمائی اور ان کے واسطے دعا کی۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر عمرو سے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر قریش میں سے کوئی شخص تم سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو تم ان میں سے ایک بات ضرور مان لو گے۔ عمرو نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا تو پھر میں پہلی بات تم سے یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر خدائی انعامات کے وارث بنو۔ عمرو نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر یہ بات منظور نہیں ہے تو پھر آؤ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ اس پر عمرو ہنسنے لگا اور کہنے لگا میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ پھر اس نے حضرت علیؓ کا نام ونسب پوچھا اور ان کے بتانے پر کہنے لگا کہ بھتیجے تم ابھی بچے ہو۔ میں تمہارا خون نہیں گرانا چاہتا۔ اپنے بڑوں میں سے کسی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا کہ تم میرا خون تو نہیں گرانا چاہتے مگر مجھے تمہارا خون گرانے میں تامل نہیں ہے۔ اس پر عمرو جوش میں اندھا ہو کر اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ کر اسے نیچے گرا دیا تا کہ گھوڑے سے واپسی کا بھی کوئی رستہ نہ رہے اور پھر ایک آگ کے شعلہ کی طرح دیوانہ وار حضرت علیؓ کی طرف بڑھا اور اس زور سے حضرت علیؓ پر تلوار چلائی کہ وہ ان کی ڈھال کو قلم کرتی ہوئی ان کی پیشانی پر لگی اور ان کی پیشانی کو کسی قدر زخمی بھی کیا مگر ساتھ ہی حضرت علیؓ نے اللہ اکبر! کا نعرہ لگاتے ہوئے ایسا وار کیا کہ وہ اپنے آپ کو بچا تا رہ گیا اور حضرت علی کی تلوار اسے شانے پر سے کاٹتی ہوئی نیچے اتر گئی اور عمرو تڑپتا ہوا گرا اور جان دے دی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے، صفحہ 588-589)

عمرو بن عبدِ وُدّ کے قتل ہونے کے بعد کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ وہ اسکی لاش دس ہزار درہم کے بدلے میں خرید لیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ۔ ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔ (البدایۃ والنہایۃ، جلد 2، جزء 4، صفحہ 116، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت بَرَاء بن عازِب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو حضرت علی بن ابوطالبؓ نے ان کے درمیان ایک تحریر لکھی اور اس میں آپؐ کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا۔ مشرکوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھو۔ اگر آپؐ رسول ہوتے تو ہم آپ سے نہ لڑتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں وہ شخص نہیں جو اسے مٹائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ تین دن مکہ میں رہیں گے اور وہ اس میں ہتھیار جُلُبَّان میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ جُلُبَّان کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ غلاف جس میں تلوار مع میان کے رکھی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلح، بَابٌ: كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا: مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَإِنْ لَمْ يَنْسُبْهُ إِلٰى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ، حدیث 2698، اردو ترجمہ، صحیح البخاری، جلد 5، صفحہ 12-13، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلح حدیبیہ کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اور کفار صلح کیلئے شرائط پیش کر رہے تھے۔ صحابہ اپنے دلوں میں ایک آگ لئے بیٹھے تھے اور ان کے سینے ان مظالم کی تپش سے جل رہے تھے جو کفار کی طرف سے بیس سال سے ان پر کئے جا رہے تھے۔ ان کی تلواریں میانوں سے باہر نکلی پڑتی تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح موقع آئے تو ان مظالم کا جو انہوں نے اسلام پر کئے ہیں بدلہ لیا جائے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار کی باتیں سنیں اور جب یہ تجویز ان کی طرف سے پیش ہوئی کہ آؤ ہم آپس میں صلح کر لیں تو آپ نے فرمایا بہت اچھا ہم صلح کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ اس سال تم عمرہ نہیں کر سکتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہت اچھا اس سال ہم عمرہ نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ دوسرے سال جب آپ عمرہ کیلئے آئیں تو یہ شرط ہوگی کہ آپ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ مجھے یہ شرط بھی منظور ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو مسلح ہو کر مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا: بہت اچھا ہم مسلح ہو کر مکہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ صلح کا معاہدہ طے ہو رہا تھا اور صحابہ کے دل اندر ہی اندر جوش سے ابل رہے تھے۔ وہ غصہ سے تلملا رہے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صلح نامہ لکھنے کیلئے مقرر کیا گیا۔ انہوں نے جب یہ معاہدہ لکھنا شروع کیا تو انہوں نے لکھا کہ یہ معاہدہ ایک طرف تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہے اور دوسری طرف مکہ کے فلاں فلاں رئیس اور مکہ والوں کی طرف سے ہے۔ اس پر کفار بھڑک اٹھے اور انہوں نے کہا ہم ان الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ اگر مانتے تو ان سے لڑائی کس بات پر ہوتی۔ ہم تو ان سے محمد بن عبداللہ کی حیثیت سے معاہدہ کر رہے ہیں، محمد رسول اللہ کی حیثیت سے معاہدہ نہیں کر رہے۔ پس یہ الفاظ اس معاہدہ میں نہیں لکھے جائیں گے۔ اس وقت صحابہ کے جوش کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ غصہ سے کانپنے لگ گئے۔ انہوں نے سمجھا اب خدا نے ایک موقع پیدا کر دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی بات نہیں مانیں گے اور ہمیں ان سے لڑائی کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل جائے گا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں۔ معاہدہ میں سے رسول اللہ کا لفظ کاٹ دینا چاہئے۔‘‘ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ’’علی! اس لفظ کو مٹا دو مگر حضرت علیؓ ایسے انسان جو فرمانبرداری اور اطاعت کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا نمونہ تھے ان کا دل بھی کانپنے لگ گیا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ لفظ مجھ سے نہیں مٹایا جاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لاؤ مجھے کاغذ دو اور کاغذ لے کر جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا تھا اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 20، صفحہ 379 تا 381، خطبہ فرمودہ 8/ستمبر 1939ء)

غزوۂ خیبر جو محرم اور صفر سات ہجری میں ہوئی تھی اس کے بارے میں صحیح مسلم کی ایک لمبی روایت ہے۔ حضرت سَلَمَہ بن اَکْوَع بیان کرتے ہیں کہ جب ہم خیبر پہنچے تو ان کا سردار مَرْحَب اپنی تلوار لہراتا ہوا نکلا اور وہ کہہ رہا تھا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہتھیار بند بہادر تجربہ کار ہوں جب کہ جنگیں شعلے بھڑکاتی ہوئی آئیں یعنی میری بہادری کا پتہ لگتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اسکے مقابلے کیلئے میرے چچا عامر نکلے اور انہوں نے کہا خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہتھیار بند بہادر خطرات میں اپنے آپ کو ڈالنے والا ہوں۔ راوی کہتے ہیں دونوں نے ضربیں لگائیں۔ مَرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر اس پر نیچے سے وار کرنے لگے کہ ان کی اپنی تلوار ہی ان کو آن لگی اور اس نے ان کی رگ کاٹ دی اور وہ اسی سے شہید ہو گئے۔ سَلَمَہ کہتے ہیں۔ میں نکلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کہہ رہے تھے کہ عامر کے عمل باطل ہو گئے اس نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ مَیں روتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! عامرؓ کے عمل ضائع ہو گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپؐ کے بعض صحابہ نے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے یہ کہا غلط کہا۔ اس کیلئے تو دوہرا اجر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علیؓ کی طرف بھیجا۔ ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور انہیں ساتھ لے کر چل پڑا۔ ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ یعنی بیماری سے آنکھیں ابلی ہوئی تھیں، سوجی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ میں انہیں لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا۔ وہ ٹھیک ہو گئیں۔ آپؐ نے انہیں جھنڈا دیا اور مَرحب نکلا اور اس نے کہا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہوں۔ ہتھیار بند بہادر تجربہ کار جبکہ جنگیں شعلے بھڑکا رہی ہوتی ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

شعبہ نورالاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔ ہیبت ناک شکل والے شیر کی مانند جو جنگلوں میں ہوتا ہے۔ میں ایک صاع کے بدلے سَنْدَرَۃ دیتا ہوں۔ یہ عربی کا ایک محاورہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ سیر کے مقابلے میں سوا سیر جو اردو محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ ایسے کو تیسا۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والا۔ سندرہ کے لفظی معنی مِکْیَالٌ وَاسِع یعنی بہت بڑا پیمانہ ہے۔ صاع صرف تین سیر کا ہوتا ہے سَنْدَرَہ بڑا ہوتا ہے۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ یہ کہنے کے بعد حضرت علیؓ نے مَرحب کے سر پر ضرب لگائی اور قتل کر دیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح ہوئی۔ یہ بھی مسلم کی روایت ہے۔ (سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 837) (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوہ ذی قرد وغیرھا، حدیث نمبر 4678، اردو ترجمہ، صحیح مسلم، جلد 9، صفحہ 240 مع حاشیہ، شائع کردہ نور فاؤنڈیشن ربوہ)

حضرت مصلح موعودؓ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’خیبر کے دن حضرت علیؓ کو موقع ملا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج مَیں اسے موقع دوں گا جو خدا سے محبت کرتا ہے اور جس سے خدا تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تلوار اسکے سپرد کروں گا جسے خدا تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا اور اپنا سر اونچا کرتا تھا کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں اور مجھے دے دیں۔ مگر آپؐ دیکھتے اور چپ رہتے۔ مَیں پھر سر اونچا کرتا اور آپؐ پھر دیکھتے اور چپ رہتے حتی کہ علیؓ آئے، ان کی آنکھیں سخت دکھتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی! آگے آؤ۔ وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو شفا دے۔ یہ تلوار لو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی ہے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 19، صفحہ 614، خطبہ فرمودہ 2 ستمبر 1938ء)

ایک اَور جگہ بھی حضرت مصلح موعودؓ اس کا اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپس آنے کے قریباً پانچ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہودی خیبر سے جو مدینہ سے صرف چند منزل کے فاصلہ پر تھا اور جہاں سے مدینہ کے خلاف آسانی سے سازش کی جا سکتی تھی نکال دیئے جائیں۔ چنانچہ آپؐ نے سولہ سو صحابہؓ کے ساتھ اگست 628ء میں خیبر کی طرف کوچ فرمایا۔ خیبر ایک قلعہ بند شہر تھا اور اس کے چاروں طرف چٹانوں کے اوپر قلعے بنے ہوئے تھے۔ ایسے مضبوط شہر کو اتنے تھوڑے سے سپاہیوں کے ساتھ فتح کر لینا کوئی آسان بات نہ تھی۔ اردگرد کی چھوٹی چھوٹی چوکیاں تو چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد فتح ہو گئیں۔ لیکن جب یہودی سمٹ سمٹا کر شہر کے مرکزی قلعہ میں آ گئے تو اس کے فتح کرنے کی تمام تدابیر بیکار جانے لگیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس شہر کی فتح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ آپؐ نے صبح کے وقت یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قلعہ کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔ اس کے بعد دوسری صبح آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کے سپرد کیا۔ جنہوں نے صحابہؓ کی فوج کو ساتھ لے کر قلعہ پر حملہ کیا۔ باوجود اس کے کہ یہودی قلعہ بند تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اس دن ایسی قوت بخشی کہ شام سے پہلے پہلے قلعہ فتح ہو گیا۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 325-326)

پھر ایک اَور جگہ حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہوئے اسی واقعہ کے تعلق میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح فرمایا ہے کہ ’’خیبر کی فتح کا سوال پیدا ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور لشکر اسلامی کا علم آپؓ کے سپرد کرنا چاہا مگر حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں‘‘ یہاں آنکھوں کے دکھنے کا بھی ذکر آ گیا ’’اور شدت تکلیف کی وجہ سے وہ سوجی ہوئی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس حالت میں دیکھا تو آپؐ نے علیؓ سے فرمایا ادھر آؤ۔ وہ سامنے آئے تو آپؐ نے اپنا لعاب دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا اور ان کی آنکھیں اسی وقت اچھی ہو گئیں۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 8، صفحہ 398-399)

پھر ایک اَور جگہ آنحضرتؐ کے دست شفا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے نظارے نظر آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر شفاء بعض مریضوں کو ملتی ہے بغیر اسکے کہ طبعی ذرائع استعمال ہوں یا ان موقعوں پر شفاء ملتی ہے کہ جب طبعی ذرائع مفید نہیں ہوا کرتے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات میں سے اس قسم کی شفاء کی ایک مثال جنگ خیبر کے وقت ملتی ہے۔ خیبر کی جنگ کے دوران میں ایک دن آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ خیبر کی فتح اس شخص کیلئے مقدر ہے جس کے ہاتھ میں میں جھنڈا دوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب وہ وقت آیا تو میں نے گردن اونچی کر کر کے دیکھنا شروع کیا کہ شاید مجھے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھنڈا دیں۔ مگر آپؐ نے انہیں اس کام کیلئے مقرر نہ فرمایا۔ اتنے میں حضرت علیؓ آئے اور ان کی آنکھیں سخت دکھ رہی تھیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا اور آنکھیں فوراً اچھی ہو گئیں اور آپؐ نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا دے کر خیبر کی فتح کا کام ان کے سپرد کیا۔‘‘

(ہستی باری تعالیٰ، انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 327)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علیؓ کی ایک مثال بڑی ایمان افزاء ہے۔ جنگ خیبر میں ایک بہت بڑے یہودی جرنیل کے مقابلہ کیلئے نکلے اور بڑی دیر تک اس سے لڑتے رہے کیونکہ وہ بھی لڑائی کے فن کا ماہر تھا اس لئے کافی دیر تک مقابلہ کرتا رہا، آخر حضرت علیؓ نے اسے گرا لیا اور آپ اسکی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں۔ اتنے میں اس یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے۔ وہ یہودی سخت حیران ہوا کہ انہوں نے یہ کیا کیا؟‘‘ کہ حضرت علیؓ نے مجھ پر قابو پا لیا تھا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ ’’جب یہ میرے قتل پر قادر ہو چکے تھے تو انہوں نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ چنانچہ اس نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے چھوڑ کر الگ کیوں ہو گئے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کیلئے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے سمجھا کہ اب اگر میں تم کو قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کیلئے ہو گا، خدا کیلئے نہیں ہو گا۔ پس میں نے تمہیں چھوڑ دیا تا کہ میرا غصہ فرو ہو جائے اور میرا تمہیں قتل کرنا اپنے نفس کیلئے نہ رہے۔ یہ کتنا عظیم الشان کمال ہے کہ عین جنگ کے میدان میں انہوں نے ایک شدید دشمن کو محض اس لئے چھوڑ دیا تا کہ ان کا قتل کرنا اپنے نفس کے غصہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو۔‘‘ (سیر روحانی نمبر 2، انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 74)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات کا حج کے موقع پر اعلان کیا۔ یہ روایت اس طرح ہے۔ ابوجعفر محمد بن علی سے روایت ہے کہ جب سورۂ براءت (سورۂ توبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو بطور امیر حج بھجوا چکے تھے۔ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ یہ سورت حضرت ابوبکرؓ کی طرف بھیج دیں تا کہ وہ وہاں پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کے سوا کوئی یہ فریضہ میری طرف سے ادا نہیں کر سکتا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور انہیں فرمایا: سورۂ توبہ کے آغاز میں جو بیان ہوا ہے اس کو لے جاؤ اور قربانی کے دن جب لوگ منیٰ میں اکٹھے ہوں تو ان میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا اور اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔ نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہو گی اور جس کسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معاہدہ کیا ہے اس کی مدت پوری کی جائے گی۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عَضْبَاء پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہی حضرت ابوبکرؓ سے جا ملے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو راستے میں دیکھا تو کہا کہ آپؓ کو امیر مقرر کیا گیا ہے یا آپؓ میرے ماتحت ہوں گے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپؓ کے ماتحت۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کی حج کے امور پر نگرانی کی اور اس سال اہلِ عرب نے اپنی انہی جگہوں پر پڑاؤ کیا ہوا تھا جہاں وہ زمانہ جاہلیت میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں اس بات کا اعلان کیا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اور کہا اے لوگو! جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہو گی اور جس کسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معاہدہ کیا ہے اسکی مدت پوری کی جائے گی اور لوگوں کو اس اعلان کے دن سے چار ماہ تک کی مہلت دی تا کہ ہر قوم اپنے امن کی جگہوں یا اپنے علاقوں کی طرف لوٹ جائے۔ پھر نہ کسی مشرک کیلئے کوئی عہد یا معاہدہ ہو گا اور نہ ذمہ داری سوائے اس عہد یا معاہدہ کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی مدت تک ہو۔ یعنی جس معاہدے کی مدت ابھی باقی ہے ان معاہدوں کے علاوہ کوئی نیا معاہدہ نہیں ہو گا۔ تو اس کا مقررہ مدت تک پاس کیا جائے گا۔ پھر اس سال کے بعد نہ کسی مشرک نے حج کیا اور نہ کسی نے ننگے بدن حج کیا۔ پھر وہ دونوں (حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، حج ابی بکر بالناس سنۃ تسع واختصاص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالب......، صفحہ 832 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

یہ روایت جو اَب میں پڑھنے لگا ہوں پہلے بھی ایک صحابی کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے لیکن یہاں حضرت علیؓ کے حوالے سے بھی بیان کرتا ہوں۔ فتح مکہ کے موقعے کی ہے جو رمضان 8 ہجری میں جنوری 630ء کا واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیرؓ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔
جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 119)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو
اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو

(ملفوظات، جلد 6، صفحہ 146)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

اور مقداد بن اسودؓ کو بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا تم چلے جاؤ تم روضہ خاخ، یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے جو عورت کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ جب تم روضہ خاخ ایک جگہ ہے وہاں پہنچو تو وہاں ایک شتر سوار عورت ہوگی اور اسکے پاس ایک خط ہے تم وہ خط اس سے لے لو۔ ہم چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے ہمیں لے گئے۔ جب ہم روضہ خاخ میں پہنچے تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شتر سوار عورت موجود ہے۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکالو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تمہیں خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے اور تلاشی لیں گے۔ اس پر اس نے وہ خط اپنے جُوڑے سے نکالا اور ہم وہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے مشرکوں کے نام۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارادہ کی ان کو اطلاع دے رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا اور پوچھا حاطب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے متعلق جلدی نہ فرمائیں۔ میں ایک ایسا آدمی تھا جو قریش میں آکر مل گیا تھا۔ ان میں سے نہ تھا اور دوسرے مہاجرین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کی مکہ میں رشتہ داریاں تھیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے گھر بار اور مال و اسباب کو بچاتے رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر کوئی احسان کر دوں کیونکہ ان میں کوئی رشتہ داری تو میری تھی نہیں شاید وہ اس احسان ہی کی وجہ سے میرا پاس کریں اور میں نے کسی کفر یا ارتداد کی وجہ سے یہ نہیں کیا، (نہ میں نے انکار کیا ہے، نہ مرتد ہوا ہوں، نہ میں نے اسلام کو چھوڑا ہے، نہ میں منافق ہوں۔ میں نے یہ کام اس لیے نہیں کیا) اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ (میں آپ کو یقین دلاتا ہوں) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے تم سے سچ بیان کیا ہے۔ یعنی ان کی بات مان لی۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے، صفحہ 840)

(ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الجاسوس، حدیث 3007، اردو ترجمہ صحیح البخاری از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، جلد5، صفحہ 350 تا352، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں ''صرف ایک کمزور صحابیؓ نے مکہ والوں کو خط لکھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر نکلے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آپؐ کہاں جا رہے ہیں لیکن مَیں قیاس کرتا ہوں کہ غالباً وہ مکہ کی طرف آرہے ہیں۔ میرے مکہ میں بعض عزیز اور رشتہ دار ہیں مَیں امید کرتا ہوں کہ تم اس مشکل گھڑی میں ان کی مدد کرو گے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دو گے۔ یہ خط ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا تم فلاں جگہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہاں ایک عورت اونٹنی پر سوار تم کو ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا جو وہ مکہ والوں کی طرف لے جا رہی ہے۔ تم وہ خط اس عورت سے لے لینا اور فوراً میرے پاس آجانا۔ جب وہ جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا۔ دیکھنا وہ عورت ہے اس پر سختی نہ کرنا۔ اصرار کرنا اور زور دینا کہ تمہارے پاس خط ہے لیکن اگر پھر بھی وہ نہ مانے اور منتیں سماجتیں بھی کام نہ آئیں تو پھر تم سختی بھی کر سکتے ہو اور اگر اسے قتل کرنا پڑے تو قتل بھی کر سکتے ہو لیکن خط نہیں جانے دینا۔ چنانچہ حضرت علیؓ وہاں پہنچ گئے۔ عورت موجود تھی۔ وہ رونے لگ گئی اور قسمیں کھانے لگ گئی کہ کیا میں غدار ہوں؟ دھوکے باز ہوں؟ آخر کیا ہے؟ تم تلاشی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا، اسکی جیبیں ٹٹولیں، سامان دیکھا مگر خط نہ ملا۔ صحابہؓ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے خط اس کے پاس نہیں۔ حضرت علیؓ کو جوش آگیا۔ آپؓ نے کہا تم چپ رہو اور بڑے جوش سے کہا کہ خدا کی قسم! رسول کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس عورت سے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ تیرے پاس خط ہے اور خدا کی قسم! میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ پھر آپؓ نے تلوار نکالی اور کہا یا تو سیدھی طرح خط نکال کر دے دے ورنہ یاد رکھ اگر تجھے ننگا کر کے بھی تلاشی لینی پڑی تو میں تجھے ننگا کروں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ بولا ہے اور تُو جھوٹ بول رہی ہے۔ چنانچہ وہ ڈر گئی اور جب اسے ننگا کرنے کی دھمکی دی گئی تو اس نے جھٹ اپنی مینڈھیاں کھولیں۔ ان مینڈھیوں میں اس نے خط رکھا ہوا تھا جو اس نے نکال کر دے دیا۔''

(سیر روحانی (7)، انوار العلوم، جلد24، صفحہ 262-263)

پھر ایک جگہ اس واقعے کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کو مکہ پر مسلمانوں کے حملہ کی خبر پوشیدہ طور پر پہنچانی چاہی تا کہ اس ہمدردی کے اظہار کی وجہ سے وہ اسکے رشتہ داروں سے نیک سلوک کریں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یہ بات بتا دی گئی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ اور چند ایک اَور صحابہ کو بھیجا کہ فلاں جگہ ایک عورت ہے اس سے جا کر کاغذ لے آؤ۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس عورت سے کاغذ مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ شاید رسول کریمؐ کو غلطی لگی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا نہیں۔ آپؐ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس سے کاغذ نہ ملے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ انہوں نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس نے وہ کاغذ نکال کر دے دیا۔''

(خطبات محمود، جلد4، صفحہ 182، 183، خطبہ فرمودہ 25/ستمبر 1914ء)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے تو حضرت علیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں کعبہ کی چابی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے سِقَایَہ یعنی حج کے موقع پر پانی پلانے کی ڈیوٹی کے ساتھ حجَابَہ، خانہ کعبہ کو کھولنے اور بند کرنے کی ڈیوٹی کی ذمہ داریاں سونپ دیں۔ آپؐ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کدھر ہے؟ اسے بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! یہ تیری چابی ہے۔ آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو ایسی چیز نہیں دوں گا جس سے تم لوگ مشقت اور تکلیف میں پڑو بلکہ وہ دوں گا جس میں تم لوگوں کیلئے خیر اور برکت ہوگی اور میں تم کو وہ چیز نہیں دوں گا جس کی تم خود ذمہ داری لینا چاہو۔ خود مانگ کے لے رہے ہو تو نہیں (دوں گا)۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 744، دخول الرسول الحرم، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

حضرت ام ہانی بنت ابی طالبؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے بالائی حصہ میں پڑاؤ فرمایا تو بنی مَخزُوم میں سے میرے دو سسرالی رشتہ دار بھاگ کر میرے پاس آگئے۔ حضرت ام ہانیؓ کہتی ہیں کہ میرا بھائی علی میرے پاس آیا اور کہا خدا کی قسم! میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ حضرت ام ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان دونوں کیلئے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر مَیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ کے بالائی حصہ میں آئی۔ میں نے آپؐ کو پانی کے ایک برتن میں سے غسل کرتے پایا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کے نشانات موجود تھے اور آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ ایک کپڑے کے ساتھ آپؐ کیلئے پردہ کیے ہوئے تھیں۔ غسل کے بعد آپؐ نے اپنے کپڑے تبدیل کیے۔ پھر چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا کی۔ پھر آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ام ہانیؓ۔ خوش آمدید۔ تمہارا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے ان دونوں آدمیوں اور حضرت علیؓ کے متعلق سارا معاملہ بتایا کہ اس طرح حضرت علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اور میں ان کو اپنے گھر میں چھپا کے آئی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جن کو تم نے پناہ دی انہیں ہم نے پناہ دی اور جن کو تم نے امان دی ان کو ہم نے بھی امان دی۔ پس وہ ان دونوں کو قتل نہ کرے یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؓ ان کو قتل نہیں کریں گے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 743-744 من امر رسول اللہؐ بقتلھم، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُوَیرِث بن نُقَید کے قتل کا حکم نامہ جاری فرمایا ہوا تھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں ایذا پہنچاتا تھا اور آپؐ کی اذیت کیلئے بڑی بڑی باتیں کرتا تھا اور ہجو کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے جب حضرت فاطمہؓ اور حضرت اُمّ کلثوم کو مکہ سے مدینہ بھجوانے کیلئے اونٹ پر بٹھایا تو حُوَیرِث نے اس اونٹ کو گرا دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فتح مکہ کے موقع پر حُوَیرِث بن نُقَید کو قتل کیا تھا جبکہ وہ بھاگنے کیلئے نکل چکا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد3، صفحہ 131، باب ذکر مغازیہؐ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2002ء)

غزوۂ حنین جو شوال آٹھ ہجری میں ہوئی۔ روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعے پر مہاجرین کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا۔ غزوۂ حنین کے دوران جب گھمسان کی جنگ ہوئی اور کفار کے سخت حملے کی وجہ سے آپؐ کے گرد صرف چند صحابہ ہی رہ گئے تو ان چند صحابہ میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 840) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء2، صفحہ 325، ذکر عدد مغازی رسول اللہؐ وسرایاہ واسمائھا وتواریخھا وجمل ما کان فی کل غزاۃ وسریۃ منھا/غزوۃ رسول اللہ الیٰ حنین، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت لبنان 1996ء)

غزوۂ حنین میں مشرکوں کی صفوں کے آگے سرخ اونٹ پر سوار ایک شخص تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ پرچم تھا۔ یہ پرچم ایک بہت لمبے نیزے سے باندھا گیا تھا۔ بنو ہوازن کے لوگ اس شخص کے پیچھے تھے۔ اگر کوئی شخص اس کی زد میں آجاتا تو وہ فوراً اس کو نیزہ مار دیتا اور اگر وہ اس کے نیزے کی زد سے بچ جاتا تو وہ اپنے پیچھے والوں کیلئے نیزہ اٹھا کر اشارہ کرتا اور وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور وہ سرخ اونٹ والے کے پیچھے رہتے۔ یہ شخص اسی

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کو صحت کی حالت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ
وہ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرے اور
نہ صرف باقاعدگی اختیار کرے بلکہ باجماعت نمازوں کی طرف بھی توجہ دے۔

(خطبہ جمعہ 14/جنوری 2005ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے...... تو اس کیلئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے اور اس کیلئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

(خطبہ جمعہ 14/جنوری 2005ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

طرح حملے کرتا پھر رہا تھا کہ اچانک حضرت علیؓ اور ایک انصاری شخص اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے قتل کرنے کیلئے بڑھے۔ حضرت علیؓ نے اس کی پشت کی طرف سے آکر اس کے اونٹ کے کولہوں پر وار کیا جس کے نتیجہ میں اونٹ الٹے منہ گرا۔ اسی وقت اس انصاری شخص نے اس پر چھلانگ لگائی اور ایسا سخت وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی سے کٹ گئی۔ اسی وقت مسلمانوں نے مشرکوں پر ایک سخت حملہ کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 3، صفحہ 158، باب ذکر مغازیہؐ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2002ء)

سریہ حضرت علیؓ بطرف بنوطَیّ کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ بنوطَیّ کے بت فُلس کو گرانے کیلئے روانہ فرمایا۔ (بنوطَیّ کا علاقہ مدینے کے شمال مشرق میں واقع تھا۔) آپؐ نے اس سریہ کیلئے حضرت علیؓ کو ایک کالے رنگ کا بڑا جھنڈا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت آل حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فُلس کو منہدم کر دیا۔ حضرت علیؓ بنوطَیّ سے بہت سارا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر مدینہ واپس آئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 2، صفحہ 331، سریہ علی بن ابی طالب الی الفلس ......، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

غزوۂ تبوک جو رجب 9 ہجری میں ہوا اس کے بارے میں روایت ہے جو مُصعَب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کیلئے نکلے اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے کہا: کیا آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا مقام مجھ سے وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، صفحہ 842) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ، حدیث 4416)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جنگ پر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قائمقام بنا گئے۔ پیچھے صرف منافق ہی منافق رہ گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ گھبرا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ مجھے بھی لے چلیں۔ آپؐ نے تسلی دی اور فرمایا۔ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ۔ یعنی اے علیؓ! تمہیں مجھ سے ہارونؑ اور موسیٰ کی نسبت حاصل ہے۔ ایک دن ہارونؑ کی طرح تم بھی میرے خلیفہ ہو گے لیکن باوجود اس نسبت کے تم نبی نہ ہو گے۔‘‘ (خلافت راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 579)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھیجنے کے بارے میں آتا ہے کہ دس ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھجوایا۔ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو اسلام کی طرف بلائیں، یعنی یمن والوں کی طرف، لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا پھر اس پر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ حضرت علیؓ نے اہل یمن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا۔ پھر پورے ہمدان نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علیؓ نے ان کے قبول اسلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ جملہ دُہرایا کہ ہمدان پر سلامتی ہو۔ ہمدان یمن میں مدینہ کے جنوب مشرق میں مدینہ سے تقریباً ساڑھے گیارہ سو کلومیٹر دور واقع ایک شہر ہے۔ پھر اس کے بعد اہل یمن نے بھی اسلام قبول کر لیا اور حضرت علیؓ نے اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

(الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 168، ذکر ارسال علی الی الیمن واسلام ھمدان، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2006ء) (غزوات وسرایا از علامہ محمد اظہر فرید شاہ، صفحہ 550، مطبوعہ فرید پبلشرز ساہیوال 2018ء)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے بھیج رہے ہیں اور میں نوجوان ہوں اور مجھے قضا کا کوئی علم بھی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تیرے دل کو ضرور ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثبات بخشے گا۔ پس جب تیرے سامنے دو جھگڑا کرنے والے بیٹھیں تو فیصلہ نہ کرنا یہاں تک کہ تو دوسرے سے بھی سن لے جیسا کہ تُو نے پہلے سے سنا۔ ایسا کرنا اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تیرے لیے فیصلہ واضح ہو جائے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی کوئی شک پیدا نہیں ہوا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الاقضیۃ، باب کیف القضاء، حدیث نمبر 3582)

حضرت عَمرو بن شَاس اَسلَمیؓ جو صلح حدیبیہ کے شاملین میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ یمن کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران انہوں نے میرے ساتھ سختی کی یہاں تک کہ میں اپنے دل میں ان کے بارے میں کچھ محسوس کرنے لگا۔ پس جب میں یمن سے واپس آیا تو میں نے ان کے خلاف مسجد میں شکایت کی یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ ایک دن مَیں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ جب آپؐ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپؐ نے مجھے غور سے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیز نظر سے دیکھا یہاں تک کہ جب میں بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا: اے عَمرو! خدا کی قَسم! تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں جس نے علیؓ کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی۔ یہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 5، صفحہ 478-479، حدیث عمرو بن شاس، حدیث 16056، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت جو میں نے پہلے پڑھی ہے وہ مسند کی ہے۔ اگلی ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ایک موقع پر لوگوں نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں خطاب کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! تم علی کی شکایت نہ کرو۔ خدا کی قسم! وہ اللہ کی ذات کے بارے میں بہت ڈرنے والا ہے یا فرمایا وہ اللہ کے رستے میں بہت ڈرنے والا ہے اس بات سے کہ اسکی شکایت کی جائے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 867-868، موافاۃ علی فی قفولہ من الیمن رسول اللہ فی الحج، دار الکتب العلمیۃ 2001ء)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی بیان ہوگا۔

آج بھی میں دعا کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ گذشتہ جمعے الجزائر کے بارے میں ذکر نہیں ہوا تھا وہاں بھی احمدیوں پر کافی سخت حالات ہیں اور بعض کو اسیر بھی بنایا گیا ہے۔ ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی حالات میں آسانی پیدا کرے اور اسیروں کی جلد رہائی کے بھی سامان ہوں اور وہاں کے جو سختی کے حالات ہیں حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ انصاف سے کام لیتے ہوئے احمدیوں کے حق ادا کرنے والی ہو۔ اسی طرح پاکستان کے حالات بھی سختی کی طرف ہیں۔ میں نے کہا تھا انفرادی طور پر بعض افسران ایسے ہیں ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اگر ان مولویوں اور افسران کو عقل نہیں دینا چاہتا یا ان کو عقل نہیں آئے گی یا ان کا مقدر ہی یہی ہے کہ وہ اسی طرح کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے اور احمدیوں کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے۔

نماز کے بعد مَیں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو رشید احمد صاحب ابن محمد عبداللہ صاحب ربوہ کا ہے۔ یہ طاہر ندیم صاحب جو ہمارے عربی ڈیسک کے مربی ہیں ان کے والد تھے۔ 28 اکتوبر کو 76 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت عبدالغفور صاحب کے ذریعے آئی تھی جنہوں نے اپنے خالہ زاد حضرت مولوی اللہ دتہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ 92-1891ء میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کی تھی۔ حضرت مولوی اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ پڑھے لکھے عالم تھے اور آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دعویٰ سے پہلے بھی میل ملاقات تھی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا مسیح موعود علیہ السلام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی اللہ دتہ صاحب اپنے خالہ زاد حضرت مولوی عبدالغفور صاحب جو مرحوم کے دادا تھے ان کو ساتھ لے کر قادیان گئے اور دونوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ بعد میں مولوی اللہ دتہ صاحب کی تبلیغ سے علی پور اور موضع حسن پور ملتان میں بہت سے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔ ایک لمبا عرصہ تک مرحوم کو اپنی جماعت میں، ضلع بہاولپور میں ان کی جماعت تھی، اس میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم بڑے نیک، صالح، شریف النفس، مہمان نواز، ایک ہمدرد انسان تھے۔ رشتہ داروں اور اہل محلہ سے غریبوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ غریبوں کا خاموشی سے خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے لواحقین میں ان کی اہلیہ صدیقہ بیگم صاحبہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی قادر بخش صاحب کی نواسی ہیں۔ اور مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اس کے علاوہ ان کے لواحقین میں، ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ان کے بچے تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اور ایک بیٹے تو جیسا کہ میں نے کہا وقفِ زندگی ہیں۔ یہاں مربی سلسلہ ہیں۔ عربی ڈیسک میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ☆......☆

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہودیت اور عیسائیت کی تعلیم در بارہ جنگ

میں اِس جگہ اس سوال کا جواب بھی دے دینا ضروری سمجھتا ہوں جہاں تک مذاہب کا سوال ہے لڑائی کے بارہ میں مختلف تعلیمیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم لڑائی کے بارہ میں اُوپر درج کر آیا ہوں۔ تورات کہتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بزور کنعان میں گھس جائیں اور اُس جگہ کی قوموں کو شکست دے کر اس علاقہ میں اپنی قوم آباد کریں۔ مگر باوجود اسکے کہ موسیٰ نے یہ تعلیم دی اور باوجود اس کے کہ یوشع، داؤد اور دوسرے انبیاء نے اِس تعلیم پر متواتر عمل کیا یہودی اور عیسائی اُن کو خدا کا نبی اور تورات کو خدا کی کتاب سمجھتے ہیں۔ موسوی سلسلہ کے آخر میں حضرت مسیحؑ ظاہر ہوئے اُن کی جنگ کے متعلق یہ تعلیم ہے کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُسکی طرف پھیر دے۔ اس سے استنباط کرتے ہوئے عیسائی قوم یہ دعویٰ کرتی ہے کہ مسیح نے لڑائی سے قوموں کو منع کیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل میں اس تعلیم کے خلاف اور تعلیمیں بھی آئی ہیں۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے:

”یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں، صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں“

اسی طرح لکھا ہے:

”اُس نے اُنہیں کہا پر اَب جس کے پاس بٹوا ہو لیوے اور اسی طرح جھولی بھی۔ اور جس کے پاس تلوار نہیں اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خریدے۔“

یہ آخری دو تعلیمیں پہلی تعلیم کے بالکل متضاد ہیں۔ اگر مسیح جنگ کرانے کیلئے آیا تھا تو پھر ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال پھیر دینے کے کیا معنی تھے؟ پس یا تو یہ دونوں قسم کی تعلیمیں متضاد ہیں یا اِن دونوں تعلیموں میں سے کسی ایک کو اس کے ظاہر سے پھرا کر اسکی کوئی تأویل کرنی پڑے گی۔ میں اِس بحث میں نہیں پڑتا کہ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال پھیر دینے کی تعلیم قابلِ عمل ہے یا نہیں۔ میں اس جگہ پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اوّل عیسائی دنیا نے اپنی ساری تاریخ میں جنگ سے دریغ نہیں کیا۔ جب عیسائیت شروع شروع میں روما میں غالب تھی تب بھی اُس نے غیر قوموں سے جنگیں کیں۔ دفاعی ہی نہیں بلکہ جارحانہ بھی۔ اور اب جبکہ عیسائیت دنیا میں غالب آ گئی ہے اب بھی وہ جنگیں کرتی ہے۔ دفاعی ہی نہیں بلکہ جارحانہ بھی۔ صرف فرق یہ ہے کہ جنگ کرنے والوں میں سے جو فریق جیت جاتا ہے اُس کے متعلق کہہ دیا جاتا تھا کہ وہ کرسچن سویلزیشن کا پابند تھا۔ کرسچن سویلزیشن اِس زمانہ میں صرف غالب اور فاتح کے طریق کا نام ہے اور اس لفظ کے حقیقی معنی اب کوئی بھی باقی نہیں رہے۔ جب دو قومیں آپس میں لڑتی ہیں تو ہر قوم اِس بات کی مدعی ہوتی ہے کہ وہ کرسچن سویلزیشن کی تائید کر رہی ہے اور جب کوئی قوم جیت جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس جیتی ہوئی قوم کا طریق کار ہی کرسچن سویلزیشن ہے۔ مگر بہر حال مسیحؑ کے زمانہ سے آج تک عیسائی دنیا جنگ کرتی چلی آ رہی ہے اور قرائن بتاتے ہیں کہ جنگ کرتی چلی جائے گی۔ پس جہاں تک مسیحی دنیا کے فیصلہ کا تعلق ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ”تم اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خریدو“۔ ”اور میں صلح کرانے کیلئے نہیں بلکہ تلوار چلانے کیلئے آیا ہوں۔“ یہ اصل قانون ہے اور ”تو ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا بھی پھیر دے۔“ یہ قانون یا تو ابتدائی عیسائی دنیا کی کمزوری کے وقت مصلحتاً اختیار کیا گیا تھا یا پھر عیسائی افراد کے باہمی تعلقات کی حد تک یہ قانون محدود ہے۔ حکومتوں اور قوموں پر یہ قانون چسپاں نہیں ہوتا۔ دوسرے اگر یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ مسیحؑ کی اصل تعلیم جنگ کی نہیں تھی بلکہ صلح ہی کی تھی تب بھی اس تعلیم سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو شخص اس تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ خدا کا برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عیسائی دنیا آج تک موسیٰؑ اور یوشعؑ اور داؤدؑ کو خدا کا برگزیدہ قرار دیتی ہے بلکہ خود عیسائیت کے زمانہ کے بعض قومی ہیرو جنہوں نے اپنی قوم کیلئے جان کو خطرہ میں ڈال کر دشمنوں سے جنگیں کی ہیں مختلف زمانہ کے پوپوں کے فتویٰ کے مطابق آج سینٹ کہلاتے ہیں۔

جنگ کے متعلق اِسلام کی تعلیم

اِسلام اِن دونوں قسم کی تعلیموں کے درمیان درمیان تعلیم دیتا ہے یعنی نہ تو وہ موسیٰؑ کی طرح کہتا ہے کہ تو جارحانہ طور پر کسی ملک میں گھس جا اور اُس قوم کو تہہ تیغ کر دے اور نہ وہ اِس زمانہ کی بگڑی ہوئی مسیحیت کی طرح ببانگِ بلند یہ کہتا ہے ”اگر کوئی تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو تو اپنا دوسرا گال بھی اُس کی طرف پھیر دے۔“ مگر اپنے ساتھیوں کے کان میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ تم اپنے کپڑے بیچ کر بھی تلواریں خرید لو۔ بلکہ اسلام وہ تعلیم پیش کرتا ہے جو فطرت کے عین مطابق ہے اور جو امن اور صلح کے قیام کیلئے ایک ہی ذریعہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تو کسی چیز پر حملہ نہ کر لیکن اگر کوئی شخص تجھ پر حملہ کرے اور اس کا مقابلہ نہ کرنا فتنہ کے بڑھانے کا موجب نظر آئے اور راستی اور امن اُس سے مٹتا ہو تب تُو اس کے حملہ کا جواب دے۔ یہی وہ تعلیم ہے جس سے دنیا میں امن اور صلح قائم ہو سکتی ہے۔ اِس تعلیم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ آپ مکہ میں برابر تکلیفیں اُٹھاتے رہے، لیکن آپ نے لڑائی کی طرح نہ ڈالی۔ مگر جب مدینہ میں آپ ہجرت کر کے تشریف لے گئے اور دشمن نے وہاں بھی آپ کا پیچھا کیا تب خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ چونکہ دشمن جارحانہ کارروائی کر رہا ہے اور اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اس لئے راستی اور صداقت کے قیام کے لئے آپ اس کا مقابلہ کریں۔ قرآن کریم میں جو متفرق احکام اس بارہ میں آئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُۨ ۙ﴿﴾ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿﴾ اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ﴿﴾

یعنی اس لئے کہ اِن (مسلمانوں) پر ظلم کیا گیا اور ان مسلمانوں کو جن سے دشمن نے لڑائی جاری کر رکھی ہے، آج جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے۔ ہاں ان مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے جن کو اُن کے گھروں سے بغیر کسی جرم کے نکال دیا گیا۔ اُن کا صرف اتنا ہی جرم تھا (اگر یہ کوئی جرم ہے) کہ وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بعض ظالم لوگوں کو دوسرے عادل لوگوں کے ذریعہ سے ظلم روکتا نہ رہے تو گرجے اور مناسٹریاں اور عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں خدا تعالیٰ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے ظالموں کے ہاتھ سے تباہ ہو جائیں (پس دنیا میں مذہب کی آزادی قائم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ مظلوموں کو اور ایسی قوموں کو جن کے خلاف دشمن پہلے جنگ کا اعلان کر دیتا ہے جنگ کی اجازت دیتا ہے) اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اگر دنیا میں طاقت پکڑ جائیں تو خدا تعالیٰ کی عبادتوں کو قائم کریں گے اور غریبوں کی خبر گیری کریں گے اور نیک اور اعلیٰ اخلاق کی دنیا کو تعلیم دیں گے اور بُری باتوں سے دنیا کو روکیں گے اور ہر جھگڑے کا انجام وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔

اِن آیات میں جو مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دینے کیلئے نازل ہوئی ہیں بتایا گیا ہے کہ جنگ کی اجازت اسلامی تعلیم کی رو سے اُسی صورت میں ہوتی ہے، جب کوئی قوم دیر تک کسی قوم کے ظلموں کا تختۂ مشق بنی رہے اور ظالم قوم اس کے خلاف بِلا وجہ جنگ کا اعلان کر دے اور اسکے دین میں دخل اندازی کرے اور ایسی مظلوم قوم کا فرض ہوتا ہے کہ جب اُسے طاقت ملے تو وہ مذہبی آزادی دے اور اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھے کہ خدا تعالیٰ اُس کو غلبہ بخشے تو وہ تمام مذاہب کی حفاظت کرے اور اُن کی مقدس جگہوں کے ادب اور احترام کا خیال رکھے اور اس غلبہ کو اپنی طاقت اور شوکت کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ غریبوں کی خبر گیری، ملک کی حالت کی درستی اور فساد اور شرارت کے مٹانے میں اپنی قوتیں صرف کرے۔ یہ کیسی مختصر اور جامع تعلیم ہے۔ اس میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے اور اگر اب وہ جنگ کریں گے تو وہ مجبوری کی وجہ سے ہو گی ورنہ جارحانہ جنگ اسلام میں منع ہے اور پھر کس طرح شروع میں بھی یہ کہہ دیا گیا تھا کہ مسلمانوں کو غلبہ ضرور ملے گا۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اُن کو اپنے غلبہ کے ایام میں بجائے حکومت سے اپنی جیبیں بھرنے کے اور اپنی حالت سدھارنے کے غرباء کی خبر گیری اور امن کے قیام اور فساد کے دور کرنے اور قوم اور ملک کو ترقی دینے کی کوشش کرنے کو اپنا مقصد بنانا چاہئے۔

(2) پھر فرماتا ہے:

وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿﴾ وَ اقۡتُلُوۡہُمۡ حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡہُمۡ وَ اَخۡرِجُوۡہُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ اَخۡرَجُوۡکُمۡ وَ الۡفِتۡنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوۡہُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوۡکُمۡ فِیۡہِ ۚ فَاِنۡ قٰتَلُوۡکُمۡ فَاقۡتُلُوۡہُمۡ ؕ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿﴾ فَاِنِ انۡتَہَوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿﴾ وَ قٰتِلُوۡہُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَۃٌ وَّ یَکُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰہِ ؕ فَاِنِ انۡتَہَوۡا فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿﴾

یعنی اُن لوگوں سے جو تم سے جنگ کر رہے ہیں تم بھی محض اللہ کی خاطر جس میں تمہارے اپنے نفس کا غصہ اور نفس کی ملونی شامل نہ ہو جنگ کرو اور یاد رکھو کہ جنگ میں بھی کوئی ظالمانہ فعل اختیار مت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو بہر حال پسند نہیں کرتا۔ اور جہاں کہیں بھی تمہاری اور اُن کی جنگ کے ذریعہ سے مٹھ بھیڑ ہو جائے وہاں تم اُن سے جنگ کرو اور یونہی اِکّا دُکّا ملنے والے پر حملہ مت کرو۔ اور چونکہ انہوں نے تمہیں لڑائی کیلئے نکلنے پر مجبور کیا ہے تم بھی اُنہیں اُن کے جواب میں لڑائی کا چیلنج دو اور یاد رکھو کہ قتل اور لڑائی کی نسبت دین کی وجہ سے کسی کو دُکھ میں ڈالنا زیادہ خطرناک گناہ ہے۔ پس تم ایسا طریق نہ اختیار کرو کیونکہ یہ بے دین لوگوں کا کام ہے۔ اور چاہئے کہ تم مسجد حرام کے پاس اُن سے اُس وقت تک جنگ نہ کرو جب تک وہ جنگ کی ابتدا نہ کریں کیونکہ اس سے حج اور عمرہ کے راستہ میں روک پیدا ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ خود ایسی جنگ کی ابتدا کریں تو پھر تم مجبور ہو اور تمہیں جواب دینے کی اجازت ہے۔ جو لوگ عقل اور انصاف کے احکام کو ردّ کر دیتے ہیں اُن کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر اُنہیں ہوش آ جائے اور وہ اس بات سے رُک جائیں تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اِس لئے تم کو بھی چاہئے کہ ایسی صورت میں اپنے ہاتھوں کو روک لو اور اس خیال سے کہ یہ حملہ میں ابتدا کر چکے ہیں جوابی حملہ نہ کرو۔ اور چونکہ وہ لڑائی شروع کر چکے ہیں تم بھی اُس وقت تک لڑائی کو جاری رکھو جب تک کہ دین میں دخل اندازی کرنے کے طریق کو وہ نہ چھوڑیں اور وہ تسلیم نہ کر لیں کہ دین کا معاملہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس میں جبر کرنا کسی انسان کے لئے جائز نہیں۔ اگر وہ یہ طریق اختیار کر لیں اور دین میں دخل اندازی سے باز آ جائیں تو فوراً لڑائی بند کر دو کیونکہ سزا صرف ظالموں کو دی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس قسم کے ظلم سے باز آ جائیں تو پھر اُن سے لڑائی کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 146 تا 153 مطبوعہ قادیان 2014ء)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(154) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلد تھا اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا۔ عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ اب تو اس سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت ﷺ نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔

(155) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ہی اذان کہا کرتے تھے اور خود ہی نماز میں امام ہوا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعد میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب امام نماز مقرر ہوئے اور سنا گیا ہے کہ حضرت صاحب نے دراصل حضرت مولوی نورالدین صاحب کو امام مقرر کیا تھا لیکن مولوی صاحب نے مولوی عبدالکریم صاحب کو کروا دیا۔ چنانچہ اپنی وفات تک جو 1905ء میں ہوئی مولوی عبدالکریم صاحب ہی امام رہے۔ حضرت صاحب مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ دائیں طرف کھڑے ہوا کرتے تھے اور باقی مقتدی پیچھے ہوتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی غیر حاضری میں نیز ان کی وفات کے بعد مولوی نور الدین صاحب امام ہوتے تھے۔ جمعہ کے متعلق یہ طریق تھا کہ اوائل میں اور بعض اوقات آخری ایام میں بھی جب حضرت صاحب کی طبیعت اچھی ہوتی تھی جمعہ بڑی مسجد میں ہوتا تھا جس کو عموماً لوگ مسجد اقصیٰ کہتے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب امام ہوتے تھے۔ بعد میں جب حضرت کی طبیعت عموماً ناساز رہتی تھی مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کیلئے مسجد مبارک میں جمعہ پڑھاتے تھے اور بڑی مسجد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب جمعہ پڑھاتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد مسجد مبارک میں مولوی محمد احسن صاحب اور ان کی غیر حاضری میں مولوی محمد سرور شاہ صاحب امام جمعہ ہوتے تھے اور بڑی مسجد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب امام ہوتے تھے۔ حضرت صاحب کی وفات تک یہی طریق رہا۔ عید کی نماز میں عموماً مولوی عبدالکریم صاحب اور ان کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب امام ہوتے تھے۔ جنازہ کی نماز حضرت مسیح موعودؑ جب آپ شریک نماز ہوں خود پڑھایا کرتے تھے۔

(156) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر خطبہ الہامیہ پڑھا تو میں قادیان میں ہی تھا۔ حضرت صاحب مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں کے راستہ سے نیچے اُترے آگے میں انتظار میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ بہت بشاش تھے اور چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا پھر آپ بڑی مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں نماز کے بعد خطبہ شروع فرمایا۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کو خطبہ لکھنے پر مقرر کر دیا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب اس خیال سے کہ لکھنے والے پیچھے نہ رہ جائیں بہت تیز تیز نہیں بولتے تھے بلکہ بعض اوقات لکھنے والوں کی سہولت کیلئے ذرا رُک جاتے تھے اور اپنا فقرہ دہرا دیتے تھے۔ اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک وقت آپ نے لکھنے والوں سے یہ بھی فرمایا کہ جلدی لکھو۔ یہ وقت پھر نہیں رہے گا اور بعض اوقات آپ یہ بھی بتاتے تھے کہ مثلاً یہ لفظ "ص" سے لکھو یا "سین" سے لکھو۔

اور بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ خطبہ کے وقت حضرت صاحب کرسی کے اوپر بیٹھے تھے اور آپ کے بائیں طرف فرش پر حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل و مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تھے جن کو آپ نے خطبہ لکھنے کیلئے مقرر کیا تھا اور آپ کی آواز عام آواز سے ذرا متغیر تھی۔ اور آواز کا آخری حصہ عجیب انداز سے باریک ہو جاتا تھا۔ اور دوران خطبہ میں آپ نے مولوی صاحبان سے یہ فرمایا تھا کہ جو لفظ لکھنے سے رہ جاوے وہ مجھ سے ابھی پوچھ لیویں کیونکہ بعد میں ممکن ہے کہ وہ مجھے بھی معلوم رہے یا نہ رہے۔ اور مولوی صاحب نے بیان کیا کہ بعد خطبہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ خطبہ میری طرف سے نہ تھا بلکہ میرے دل میں اللہ کی طرف سے الفاظ ڈالے جاتے تھے اور بعض اوقات کچھ لکھا ہوا میرے سامنے آ جاتا تھا اور جب تک ایسا ہوتا رہا خطبہ جاری رہا۔ لیکن جب الفاظ آنے بند ہو گئے خطبہ بند ہو گیا۔ اور فرماتے تھے کہ یہ خطبہ بھی ہمارے دوستوں کو یاد کر لینا چاہئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہم اُس وقت بچے تھے۔ صرف سات آٹھ سال کی عمر تھی لیکن مجھے بھی وہ نظارہ یاد ہے۔ حضرت صاحب بڑی مسجد کے پرانے حصہ کے درمیانی در کے پاس صحن کی طرف منہ کئے ہوئے تھے اور اس وقت آپ کے چہرہ پر ایک خاص رونق اور چمک تھی اور آپ کی آواز میں ایک خاص درد اور رعب تھا اور آپ کی آنکھیں قریباً بند تھیں۔ یہ خطبہ، خطبہ الہامیہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ لیکن اس خطبہ الہامیہ کے صرف پہلے اڑتیس صفحے جہاں باب اوّل ختم ہوتا ہے اصل خطبہ کے ہیں جو اس وقت حضرت نے فرمایا اور باقی حصہ بعد میں حضرت صاحب نے تحریراً زیادہ کیا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ خطبہ الہامیہ اس عیدالاضحیٰ میں دیا گیا تھا جو 1900ء میں آئی تھی مگر شائع بعد میں 1902ء میں ہوا۔

(158) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دن رات اس کی تیمارداری میں مصروف رہتے تھے اور بڑے فکر اور توجہ کے ساتھ اس کے علاج میں مشغول رہتے تھے اور چونکہ حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ وہ فوت ہو گیا تو حضرت صاحب کو بڑا سخت صدمہ گزرے گا۔ لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہوا تو فوراً حضرت صاحب بڑے اطمینان کے ساتھ بیرونی احباب کو خطوط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک فوت ہو گیا ہے اور ہم کو اللہ کی قضا پر راضی ہونا چاہئے۔ اور مجھے بعض الہاموں میں بھی بتایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا اور یا بچپن میں فوت ہو جائے گا۔ سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہیے کہ خدا کا کلام پورا ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت مبارک احمد فوت ہونے لگا تو وہ سویا ہوا تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے اس کی نبض دیکھی تو غیر معمولی کمزوری محسوس کی جس پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور نبض میں بہت کمزوری ہے۔ کچھ کستوری دیں حضرت صاحب جلدی سے صندوق میں سے کستوری نکالنے لگے مگر مولوی صاحب نے پھر کہا کہ حضور نبض بہت ہی کمزور ہو گئی ہے۔ حضرت صاحب نے کستوری نکالنے میں اور جلدی کی مگر پھر مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور نبض نہایت ہی کمزور ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ اس وقت دراصل مبارک احمد فوت ہو چکا تھا۔ مگر حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی تکلیف کا خیال کر کے یہ کلمہ زبان پر نہ لا سکتے تھے۔ مگر حضرت صاحب سمجھ گئے اور خود آ کر نبض پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ مبارک احمد فوت ہو چکا ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور بڑے اطمینان کے ساتھ بستہ کھولا اور مبارک احمد کی وفات کے متعلق دوستوں کو خطوط لکھنے بیٹھ گئے اور مجھ سے حافظ روشن علی صاحب نے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب مبارک احمد کو دفن کرنے کیلئے گئے تو ابھی قبر کی تیاری میں کچھ دیر تھی اس لئے حضرت صاحب قبر سے کچھ فاصلے پر باغ میں بیٹھ گئے۔ اصحاب بھی ارد گرد بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد حضرت صاحب نے مولوی صاحب خلیفہ اول کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مولوی صاحب ایسے خوشی کے دن بھی انسان کو بہت کم میسر آتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ میں انسان کی ترقی کیلئے ایک قانون شریعت رکھا ہے اور ایک قانون قضاء وقدر۔ قانون شریعت کے نفاذ کو خدا نے بندے کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ پس بندہ اس میں اپنے لئے کئی قسم کے آرام اور سہولتیں پیدا کر لیتا ہے۔ وضو سے تکلیف نظر آتی ہے تو تیمم کر لیتا ہے۔ نماز کھڑے ہو کر پڑھنے میں تکلیف محسوس کرتا ہے تو بیٹھ کر یا اگر بیٹھنے میں بھی تکلیف ہو تو لیٹ کر پڑھ لیتا ہے۔ روزہ میں کوئی بیماری محسوس کرتا ہے تو کسی دوسرے وقت پر ٹال دیتا ہے اسی طرح چونکہ قانون شریعت کا نفاذ خود بندے کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے لئے بہت سی سہولتیں پیدا کر لیتا ہے اور اس طرح اس کی ظاہری تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ لیکن قضا وقدر کا قانون خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور بندے کا اس میں کچھ اختیار نہیں رکھا۔ پس جب قضا وقدر کے قانون کی چوٹ بندے کو آ کر لگتی ہے اور وہ اس کو خدا کیلئے برداشت کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے اور خدا کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو پھر وہ اس ایک آن میں اتنی ترقی کر جاتا ہے جتنی کہ چالیس سال کے نماز روزے سے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پس مومن کیلئے ایسے دن درحقیقت ایک لحاظ سے بڑی خوشی کے دن ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے بھی یہ روایت بیان کی تھی۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All..Hatred for None

سوائے چند شرعی عذرات کے جن میں عورتوں کو نماز نہ پڑھنے کی اجازت ہے ہمیشہ نماز کی پابندی کرنی چاہئے

اپنی حالتیں ایسی بناؤ اور اپنے بچوں کی تربیت ایسی کرو کہ وہ اللہ کے دین پر قائم ہوجائیں اور اللہ کی طرف جھکنے والے ہوں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں

جو قربانیاں ہمارے بڑوں نے کیں اور جن عبادتوں کے معیار ہمارے بڑوں نے قائم کئے ان کو آپ نے ہمیشہ جاری رکھنا ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جب وقفِ نَو کی تحریک ہوئی تو دنیا میں احمدی خواتین نے اپنی اولادوں کو وقفِ نَو کیلئے پیش کیا اور اب تک کرتی چلی جارہی ہیں لیکن یہ وقف میں پیش کرنے کے بعد ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہوگئی بلکہ یہاں ان کی تربیت کا ایک نیا دور شروع ہوگیا ہے

واقفینِ نَو کو جو آپ جماعت کو تحفہ کے طور پر پیش کررہی ہیں ان کی خاص طور پر ایسی تربیت کریں کہ ان کو خدا تعالیٰ سے ایک خاص لگاؤ ہو اور دین کی طرف رغبت ہو اور دنیا کی طرف سے بے رغبتی ہو

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ کیرالہ (بھارت) کے اجلاس سے روح پرور خطاب فرمودہ 26 نومبر 2008ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ لجنہ اماء اللہ کالیکٹ یا ہندوستان کے اس علاقہ کی جو جنوبی علاقہ ہے اس کی لجنہ سے براہ راست کچھ باتیں کروں۔

آپ جو لجنہ اماء اللہ کہلاتی ہیں۔ بہت ساری ممبرات جو ہیں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا، اس پر غور نہیں کیا ہوگا کہ لجنہ اماء اللہ جو آپ کا نام رکھا گیا ہے یہ بڑا سوچ بچار کر، بڑا اہم نام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باندیاں، اللہ تعالیٰ کی خدمت گزار، اللہ کے دین کا کام کرنے والیاں۔ پس آپ وہ باندی اور لونڈی ہیں جو زبردستی لونڈی نہیں بنائی گئی جس طرح غلام بنائے جاتے ہیں۔ بلکہ آپ نے اس زمانہ کے امام کی بیعت کرکے اپنے آپ کو اس کام کیلئے پیش کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والی بنیں گی۔ اور اسکے احکامات پر عمل کرنے والی بنیں گی اور اس کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گی۔ یہ آپ اپنے عہد میں دوہراتی ہیں کہ ہم اپنی خوشی سے دین کی خاطر، جماعت کی خاطر ہر قربانی کیلئے مال، وقت اور جان کی قربانی کیلئے تیار رہیں گی۔

اسی طرح ناصرات الاحمدیہ ہیں۔ ناصرات الاحمدیہ کا مطلب یہ ہے کہ احمدیت کی خدمت کرنے والیاں، مدد کرنے والیاں، اس کے دین کے کاموں کو آگے بڑھانے والیاں، اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پھیلانے والیاں۔ پس آپ لوگ جو ناصرات ہیں خاص طور پر جو بڑے معیار کی ناصرات ہیں، 12 سے 15 سال تک کی یہ عقلمند ہوتی ہیں، شعور پیدا ہوجاتا ہے۔ آپ کو اپنے آپ کو خاص طور پر اس چیز کیلئے تیار کرنا ہے کہ آپ کا ہر کام، آپ کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہو اور جماعت احمدیہ کیلئے باعث فخر ہو اور آپ ہمیشہ خدمت گاروں میں اور مددگاروں میں شمار کی جانے والی ہوں۔

پس چاہے آپ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہیں، چاہے ناصرات الاحمدیہ کی ممبرات ہیں دونوں پر بہت اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کو آپ نے نبھانا ہے۔ پس اس بات کو آپ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے خاص موقع پر عورتوں کی بیعت کا حکم دیا۔ ایک دو شرائط کا مَیں ذکر کردیتا ہوں۔ فرمایا: اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا (الممتحنہ: 13) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ پھر فرمایا: وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ: 13) کہ معروف باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ پس یہ باتیں بہت اہم باتیں ہیں۔ اگر آپ ان چیزوں کو، ان باتوں کو پلّے باندھ لیں گی تو یقیناً آپ حقیقی لجنہ اماء اللہ اور حقیقی ناصرات کہلانے والی ہوں گی۔

اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شرائط بیعت پر غور کریں تو یہ باتیں وہاں بھی آپ کو نظر آئیں گی۔ انہی شرائط پر آپ نے احمدیت قبول کی ہوئی ہے۔ اس لئے بہت غور کا مقام ہے۔

جب آپ شرک نہ کرنے کا عہد کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کو نہ لانے کا عہد کرتی ہیں تو اس وقت یہ آپ کو خیال آئے گا کہ اسکے مقابلے پر اس کو کسی طرح مَیں حاصل کرسکتی ہوں۔ اور وہ تبھی حاصل ہوسکتا ہے جب آپ اپنی نمازوں اور عبادتوں کی طرف توجہ دینے والی ہوں گی اور نمازوں کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقابلے پر کسی چیز کو بھی اس سے مقدم نہیں ٹھہرائیں گی۔

نماز کا حکم ایک بنیادی حکم ہے جو ہر مسلمان پر ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دس سال کے بچے ہوجائیں تو ان پر سختی کرو کہ وہ نماز پڑھیں۔ اور لڑکوں کو باجماعت نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ اور اسی طرح عورتوں اور بچیوں کو نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ سوائے چند شرعی عذرات کے جن میں عورتوں کو نماز نہ پڑھنے کی اجازت ہے ہمیشہ نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔ اگر آپ اس بات کی پابندی کرنے والی ہوں گی، اپنی عبادتوں کی اور اپنی نمازوں کی صحیح طرح حفاظت کرنے والی ہوں گی تو یہی چیز ہے جو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے آپ کی اولاد کی بھی صحیح تربیت ہوگی۔ یہاں جو فرمایا وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ (الممتحنہ: 13) اب ایسے کوئی ماں تو اپنے بچے کو قتل نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اپنی حالتیں ایسی بناؤ اور اپنے بچوں کی تربیت ایسی کرو کہ وہ اللہ کے دین پر قائم ہوجائیں اور اللہ کی طرف جھکنے والے ہوں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں تاکہ ہمیشہ وہ اس دنیا میں بھی آپ کی نیک نامی کا باعث ہوں، اللہ تعالیٰ سے جزا پانے والے ہوں اور آخرت میں بھی آپ بھی، آپ کی اولادیں بھی اور آپ کی نسلیں بھی اللہ تعالیٰ سے جزا پانے والی ہوں۔

اسی طرح آپ نے ایک عہد کیا، لجنہ کے عہد میں بھی آپ دوہراتی ہیں کہ معروف باتوں میں کبھی نافرمانی نہیں کریں گی۔ یہی عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شرائط بیعت میں آپ سے لیا۔ تو معروف باتیں کیا ہیں؟ معروف باتیں وہ نیکی کی باتیں ہیں جو آپ کو وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے کہی جاتی ہیں، تحریک کی جاتی ہیں۔ اور حالات کو دیکھ کر مختلف قسم کی نیکیاں جو قرآن کریم میں درج ہیں ان کے بارہ میں زیادہ تحریک کی جاتی ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ بھی آپ کا ایک عہد ہے۔ اور ایک عہد نبھانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے عہدوں کے بارہ میں تم سے پوچھا جائے گا۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے معروف فیصلے پر عمل درآمد کرنے کا جو عہد کیا ہے اس کو نبھانا بھی ہے۔

پس معروف فیصلہ جیسا کہ مَیں نے کہا نیک باتوں پر عمل کرنا ہے۔ اور معروف یہی نیکیاں ہیں جس کو معروف کہتے ہیں اور اس پر عمل کرنا آپ کا فرض ہے۔ وقتاً فوقتاً اس کی تحریک ہوتی رہتی ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ جب بھی کسی بات کی تحریک ہوئی اور توجہ دلائی گئی، چاہے عبادتوں کی طرف توجہ دلانا ہے اور نیکی کے دوسرے کاموں کی طرف توجہ دلانا ہے جماعت احمدیہ میں دنیا میں ہر جگہ بلا امتیاز بلا تخصیص لجنہ اماء اللہ نے ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ اگر آپ اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالیں اور ہمیں صحابیات میں سے ایسی عورتیں نظر آتی ہیں جو عبادت کرنے میں مردوں سے بھی آگے نکل گئی تھیں۔ جماعت احمدیہ کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں ایسی خواتین بھی نظر آتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے عبادتوں میں اعلیٰ معیار قائم کرنے والی تھیں۔ اسی طرح دوسرے کام ہیں مثلاً اسلامی جنگوں کے ابتدائی دَور میں مسلمان صحابیات نے، خواتین نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جنگی میدان میں نرسنگ کا کام کرتی رہیں۔ فوجیوں کی مریضوں کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔ اسی طرح یہ بھی ہوا کہ اگر کبھی مسلمان لشکر خوفزدہ ہوکر دشمن سے پیچھے دوڑا تو مسلمان عورتوں نے ان کو غیرت دلائی اور آپ آگے کھڑی ہوگئیں اور اس کی وجہ سے پھر مسلمان لشکر نے جا کے دوبارہ جو اہم کام تھا دفاع کا وہ انجام دیا اور فتح حاصل کی۔ پس یہ باتیں تاریخ میں اس لئے محفوظ کی گئی ہیں تاکہ آئندہ آنے والی عورتیں بھی اس بات کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو بھی اس مقام کو حاصل کرنے والا بنائیں جو قرونِ اولیٰ کی عورتوں نے حاصل کیا تھا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اور بعد میں خلافت ثانیہ میں بھی، خلافت ثالثہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عورتیں دنیا کو اپنے مقام کی پہچان کروانے والی بنتی رہیں یا جماعت احمدیہ میں ہمیشہ عورتوں کی پہچان رہی کہ وہ قربانیوں میں اور عبادتوں میں آگے بڑھنے والی ہیں۔

آپ لوگوں کا یہ بھی کام ہے کہ اب جو قربانیاں ہمارے بڑوں نے کیں اور جن عبادتوں کے معیار ہمارے بڑوں نے قائم کئے ان کو آپ نے ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔ مثلاً مَیں عورتوں کی قربانی کی مثال

دیتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں جب انہوں نے تحریک جدید کی مالی تحریک کی تو ایک غریب مرغیوں کے انڈے لے کر آ گئی کہ میرے پاس یہی کچھ ہے جو مَیں پیش کرتی ہوں۔ اور اسی طرح بعد میں بھی عورتوں نے قربانی کی انتہائی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ کئی عورتوں نے اپنے زیور پیش کر دیئے۔ اسی طرح اپنی اولاد کو وقف کرنے کیلئے پیش کیا۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جب وقفِ نو کی تحریک ہوئی تو دنیا میں احمدی خواتین نے اپنی اولادوں کو وقفِ نو کیلئے پیش کیا اور اب تک کرتی چلی جا رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی وقفِ نو کی جو فوج ہے امید ہے احمدیت کیلئے ایک اہم کردار ادا کرنے والی بنے گی۔ پس قربانیاں کرتے چلے جانا اور نیکیوں پر قائم رہتے چلے جانا اور اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرتے چلے جانا ہر احمدی عورت کا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی جزا بھی دیتا ہے۔ اور اسکے پھل انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس دنیا میں بھی حاصل کریں گے اور آخرت میں بھی حاصل کریں گے۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جس طرح دنیا میں باقی جگہ عورتوں نے اپنی اولادوں کو وقف نو کیلئے پیش کیا ہے کیرالہ کے علاقہ میں بھی، اس علاقہ میں بھی بہت ساری خواتین نے اپنی اولادوں کو وقف نو کیلئے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ لیکن یہ وقف میں پیش کرنے کے بعد ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہو گئی بلکہ یہاں انکی تربیت کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ انہوں نے خاص طور پر اپنے واقفین نو بچوں کی تربیت کر کے، ویسے تو ہر بچے کی تربیت کرنا عورت کا فرض ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اور قتل نہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ ان کی اتنی بُری تربیت نہ کرو کہ وہ خراب ہو جائیں اور اپنے بدانجام کو پہنچیں۔ لیکن واقفین نو کو جو آپ جماعت کو تحفہ کے طور پر پیش کر رہی ہیں ان کی خاص طور پر ایسی تربیت کریں کہ ان کو خدا تعالیٰ سے ایک خاص لگاؤ ہو اور دین کی طرف رغبت ہو اور دنیا کی طرف سے بے رغبتی ہو۔

اسی طرح مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے جیسا کہ انہوں نے بتایا کہ انعامات ابھی تقسیم ہوئے کہ کیرالہ کی لجنہ نے پورے ہندوستان میں انعامات حاصل کئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ لوگوں کو دین کے کام سے ایک لگاؤ ہے اور اسکی خاطر آپ اپنا وقت، مال اور ہر چیز قربان کرنے کیلئے تیار رہتی ہیں اسی لئے آپ کو یہ انعام ملا جو پورے ہندوستان میں آپ لوگوں کو اچھی پوزیشن کیلئے ملا ہے اسکو بھی جاری رکھیں اور کبھی اس کو ختم نہ ہونے دیں۔ آج کل جیسا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہر جگہ خبر پہنچ جاتی ہے سنتی بھی ہیں اور دیکھتی بھی ہیں لجنہ اماء اللہ دنیا میں ہر جگہ Active ہے اور خاص طور پر مالی قربانیوں میں بھی Active ہیں اور مساجد بنانے میں خاص کردار ادا کرنے والی ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں مَیں نے برلن کی مسجد کا افتتاح کیا۔ وہ بھی خواتین نے بڑی مالی قربانی کر کے بنائی تھی تو مالی قربانیوں میں عورتیں بہت آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ کیرالہ کی جماعت کی لجنہ نے بھی یہ وعدہ کیا ہے کہ یہاں کا جو کیپیٹل (Capital) TrivanTrum ہے یہاں ایک سینٹر خریدنا چاہتے ہیں تو لجنہ نے پیشکش کی ہے کہ لجنہ اس میں ایک بڑا اہم کردار ادا کرنا چاہتی ہے۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ لجنہ کو توفیق دے کہ وہ اس مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہوں۔ گو کہ یہ بہت بڑا خرچ ہے لیکن ہمیشہ کی طرح کیرالہ کی جماعت اپنے پاؤں پر کھڑی رہی ہے اور یہ لوگ اپنے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جہاں مردوں کو توفیق دے گا وہاں عورتوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ بہرحال صدر لجنہ نے یہ وعدہ کیا ہے یقیناً آپ لوگوں کے جذبہ کو دیکھ کر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس جذبہ کو قائم رکھے اور آپ کو وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔

ناصرات الاحمدیہ سے مَیں کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے آپ کو بتایا آپ کے نام کا مطلب کیا ہے۔ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں۔ یہ علاقہ جو ہے یہ Literacy Rate میں سو فیصد ہے اور امید ہے احمدی بھی، بلکہ ظاہر ہے، اس میں سو فیصد پڑھے لکھے ہوں گے۔ جو بھی معیار ہے ان کی پڑھائی کا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف دنیوی پڑھائی کو حاصل کرنا آپ کا مقصد نہیں ہے۔ سو فیصد Literacy Rate کے ساتھ آپ لوگوں کو اسی شوق کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم اور دینی علم سیکھنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہونی چاہئے تا کہ اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بنائیں اور آئندہ اپنی نسلوں کو بھی صحیح تربیت پر چلانے والی بنا سکیں۔ اسی لئے اس طرف خاص طور پر توجہ دیں تا کہ اپنی دنیا و آخرت بھی سنوارنے والی ہوں اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی۔ انشاء اللہ۔

پس مختصراً یہی چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنی اور اپنی اولادوں کی تربیت کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی ہے۔ دین سے ہمیشہ منسلک رکھنا ہے۔ دین کے مقابلہ پر دنیا کو ہیچ سمجھنا ہے۔ ہمیشہ دین مقدم رہنا چاہئے۔ اور ہمیشہ خلافت کی، نظام جماعت کی آواز پر لبیک کہنا چاہئے اور اس کی خاطر ہر قربانی کیلئے ہر وقت آپ کو تیار رہنا چاہئے۔ اگر یہ کریں گی اور یہ حق ادا کرنے والی ہوں گی تو آپ بہترین لجنہ کہلانے والی بنیں گی اور بہترین ناصرات کہلانے والی بنیں گی اور وہ حق ادا کرنے والی بنیں گی جس کیلئے آپ نے احمدیت کو قبول کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب دعا کر لیں۔

....

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2 مارچ 2012)

ملکی رپورٹیں

رپورٹ ریفریشر کورس برائے
صدر صاحبان حلقہ جات، سیکرٹریان اشاعت اور نمائندگان اخبار بدر قادیان

مورخہ 12 دسمبر 2020 کو دفتر اخبار بدر کی جانب سے محترم صدر صاحب النور مجلس اشاعت کی زیر صدارت صدر صاحبان حلقہ جات، سیکرٹریان اشاعت اور نمائندگان اخبار بدر قادیان کے ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں محترم مولانا تنویر احمد خادم صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان بھی شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ بعدہ مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے سامعین سے خطاب کیا جس میں آپ نے اخبار بدر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ افراد تک اس کو پہنچانے کا انتظام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب مینیجر اخبار بدر نے خطاب کیا۔ آپ نے اخبار بدر کی اشاعت، توسیع اور ترسیل کے حوالے سے بعض اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب صدر النور مجلس اشاعت نے صدارتی خطاب کیا جس میں آپ نے خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں جماعتی کتب و رسائل اور اخبارات کے مطالعہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ دعا کے ساتھ یہ ریفریشر کورس اختتام پذیر ہوا۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری، مینیجر اخبار بدر قادیان)

وائس چانسلر کی خدمت میں جماعتی لٹریچر کا تحفہ

مورخہ 27 دسمبر 2020 کو محترم ڈاکٹر فاروق علی صاحب وائس چانسلر چھپرہ یونیورسٹی بہار نے خاکسار کو بذریعہ فون ایک پروگرام میں شرکت کی دعوت دی جو انہوں نے اپنا عہدہ جوائن کرنے کی خوشی میں اپنے گھر پر منعقد کیا تھا۔ اس پروگرام میں بھاگلپور شہر کی بہت سی معزز ہستیاں بھی شامل ہوئیں۔ محترم ڈاکٹر فاروق علی صاحب اپنی بے لوث انسانی خدمات کے باعث تمام قوموں اور ملتوں میں مشہور و معروف ہیں۔ خاکسار کا ان سے پرانا تعلق ہے۔ اس سے قبل آپ بھاگلپور یونیورسٹی میں زولوجی کے پروفیسر تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ خاکسار کے ساتھ بھاگلپور لوک عدالت میں کام کیا ہے۔ آپ جماعت احمدیہ کے عقائد اور انتظامیہ سے بھی بہت متاثر ہیں۔ 2017 میں بھاگلپور میں جماعت کی طرف سے منعقد ہونے والے جلسہ پیشوایان مذاہب میں بھی آپ شرکت کر چکے ہیں۔ خاکسار مکرم محمد اشرف صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ کے ہمراہ موصوف کی دعوت پر اس پروگرام میں شامل ہوا اور انہیں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ تحفہ کے طور پر دیا جسے انہوں نے بڑے احترام سے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

(محمد عبد الباقی، امیر ضلع بھاگلپور، مونگیر، بانکا۔ بہار)

جلسہ قرآن کریم و تقریب آمین

مورخہ 17 فروری 2020 بروز سوموار بعد نماز مغرب و عشاء جماعت احمدیہ احمد آباد صوبہ گجرات میں مکرم آصف احمد منصوری صاحب امیر ضلع احمد آباد کی زیر صدارت جلسہ قرآن کریم و تقریب آمین منعقد ہوئی جس میں مکرم نور الدین ناصر صاحب مربی سلسلہ مرکزی نمائندہ کے طور پر شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ نظم مکرم ہارون خان صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد مرکزی نمائندہ نے عزیزہ مصباح منصور بنت مکرم آصف احمد منصوری صاحب کی آمین کروائی نیز عزیزہ تمنا بانو بنت مکرم ہارون خان صاحب، عزیزہ ثنا رئیس بنت مکرم شیخ رئیس احمد صاحب، عزیزہ افسانہ بانو بنت مکرم امام الدین رنگریز صاحب سابق معلم سلسلہ، صائمہ رفیق بنت مکرم شیخ رفیق احمد صاحب کو قرآن کریم ناظرہ کا آغاز کروایا۔ بعدہ مکرم نور الدین ناصر صاحب نے ''تلاوت قرآن کریم کی اہمیت'' کے موضوع پر تقریر۔ تمام بچیوں کو ان کی حوصلہ افزائی کیلئے انعامات دیئے گئے۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سید عبد الہادی کاشف، مربی سلسلہ احمد آباد صوبہ گجرات)

احمدی بچی کو اعزاز

خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ السلام کونین (ضلعی سیکرٹری ناصرات لاحمدیہ عثمان آباد) نے، جو مکرم ایم موسیٰ رضا صاحب کی پڑپوتی، مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ سابق صدر لجنہ کی پوتی اور مکرم میر ذوالفقار احمد صاحب مرحوم حیدرآبادی و محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ عثمان آباد کی نواسی ہے، مارچ 2019 میں ایم۔اے انگلش میں صوبہ مہاراشٹرا کے چار ضلعوں میں پہلے نمبر پر کامیابی حاصل کی ہے۔ مورخہ 14 جنوری 2020 کو ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر مراٹھواڑا یونیورسٹی اورنگ آباد نے عزیزہ کو گولڈ میڈل سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو یہ اعزاز مبارک کرے۔ احباب کرام سے عزیزہ کے مستقبل میں مزید کامیابیوں کے لیے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (محمد مجیب اللہ خان، عثمان آباد)

دعائے مغفرت

افسوس! مکرم قریشی منیر الدین صاحب ابن مکرم قریشی نذیر احمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ تیماپور صوبہ کرناٹک مورخہ 13 دسمبر 2020 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور دل سے احمدیت کی خدمت کرنے والے ناصر تھے۔ عرصہ دراز تک آپ جماعت احمدیہ بلاری اور گلبرگہ کے بطور سیکرٹری مال خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم ہر سال مرکزی اجتماعات اور جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہوتے تھے۔ مخالفین احمدیت کے اعتراضات کا بڑے احسن رنگ میں جواب دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنی رضا کی جنت میں داخل کرے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل فرمائے۔ (قریشی عبد الحکیم، نمائندہ اخبار بدر بنگلور)

درخواست دعا

مکرم مبارک شکیل گنائی صاحب نمائندہ اخبار بدر رشی نگر کشمیر کے والد مکرم شکیل احمد گنائی صاحب کافی عرصہ سے کمر کی درد میں مبتلا ہیں۔ کامل شفایابی کے لیے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل احمد، انسپکٹر بدر)

تحریک جدید کے 87ویں سال کا بابرکت اعلان اور مخلصین جماعت کی مالی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 6/نومبر 2020 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (البقرۃ 275) تلاوت فرمائی۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس کا ترجمہ یہ ہے وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کے لیے ان کا اجران کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

سوال: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی کس خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں مومنوں کی اس خصوصیت کا ذکر ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات دن خرچ کرتے رہتے ہیں اور یہ خرچ ان کا چھپ کر بھی ہوتا ہے اور دکھا کر بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں طریق قبولیت کا درجہ پاتے ہیں۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک حقیقی مومن کی کیا نشانی بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک حقیقی مومن کی یہی نشانی ہے کہ وہ نیکیاں بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے پاکیزہ مال سے خرچ کرے۔ دن اور رات نیکیاں بجا لانے کی فکر ہو۔ کبھی ظاہر کر کے نیکی کرے، کبھی چھپ کر نیکی کرے۔ کبھی ظاہری طور پر مالی قربانی کرے، کبھی چھپ کر مالی قربانی کرے۔

سوال: انسان کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ کب پاتی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں بشرطیکہ ان قربانیوں کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ اگر صرف دکھاوے کی قربانیاں ہیں تو پھر ایسی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔

سوال: جو لوگ یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ وقت کی نظر میں آئیں یا ان کی دعاؤں سے حصہ لیں انہیں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر خلافت حقہ پر یقین ہے تو ایسی خواہش میں کوئی حرج بھی نہیں ہے لیکن نیت دکھاوا نہ ہو بلکہ نیت یہی ہو کہ میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کروں اور اس قربانی کی وجہ سے خلیفۂ وقت میرے لیے دعا کریں کہ میں خدا تعالیٰ کے اَور قریب ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنوں اور مومنوں کی ایک دوسرے کے لیے دعائیں ہی ہیں جو ایک دوسرے کی روحانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کی خاطر خرچ کرنے والوں سے کیا وعدہ کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رضا حاصل کرنے کے لیے جب خالص ہو کر خرچ کرو گے تو پھر میرا وعدہ ہے کہ میں تمہارے خوف بھی دور کروں گا، تمہارے غم بھی دور کروں گا، تمہارے لیے سکونِ قلب کا سامان کروں گا، تمہیں تسلی دوں گا، تمہیں اپنی گود میں لے لوں گا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیک اعمال کے متعلق افراد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسبِ مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جب کہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کیلئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جب کہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کریں۔

سوال: حضور انور نے البانیا کے جعفر کوچی صاحب کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مبلغ البانیا لکھتے ہیں کہ ایک البانین دوست جعفر کوچی صاحب شرح سے کافی زیادہ چندہ لے کر آئے۔ موصوف نے کہا کہ جو شرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی ہے اس کی ادائیگی کے بعد باقی جو رقم بچتی ہے وہ تحریک جدید اور وقف جدید میں ڈال دیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں وعدہ ہے کہ وہ مالی قربانی کرنے والوں کو بڑھا کر دیتا ہے تو کہنے لگے کہ میں نے اس نیت سے چندہ نہیں دیا۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے چندہ دیا ہے۔

سوال: حضور انور نے ایک ستر سالہ معمر بزرگ کے ایمان واخلاص کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مربی سلسلہ مالی لکھتے ہیں کہ ایک ستّر سالہ معمر احمدی یا تارا تراوڑے صاحب ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے ہیں اور نظامِ وصیت میں بھی شامل ہیں۔ یہ چندہ ادا کرنے کے لیے سات کلومیٹر کچا رستہ سائیکل پر طے کر کے آتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ان کی زمین پر ساتھ والے گاؤں کے چیف نے قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے۔ انہوں نے مجھے بھی دعا کے لیے خط لکھا اور باقاعدگی کے ساتھ کچھ زائد رقم بھی چندے میں ادا کرنا شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اسی جج نے جو پہلے ان کے خلاف فیصلہ دے چکا تھا اس نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

سوال: حضور انور نے مارشل آئی لینڈ کے کیوشی راکن صاحب کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مارشل آئی لینڈز کے مبلغ لکھتے ہیں کہ دوران سال جب احباب جماعت سے تحریک جدید کے وعدے لیے جا رہے تھے تو کیوشی صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس تو کوئی نوکری نہیں ہے، رہنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ کھانے پینے کیلئے بھی جماعت کے لنگر پر انحصار ہے۔ اس پر ہم نے ان کو کچھ عرصے کیلئے مسجد میں رہنے کیلئے جگہ دے دی اور ساتھ انہیں کہا کہ خواہ معمولی سی رقم ہی کیوں نہ ہو آپ کچھ نہ کچھ وعدہ لکھوا دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔ اس پر انہوں نے دو امریکن ڈالر کا وعدہ لکھوا دیا۔ چند ماہ کے بعد یہ مشن آئے اور پچاس ڈالرز تحریک جدید میں پیش کر دیے۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرما لیا ہے۔ مجھے نوکری بھی مل گئی ہے اور رہنے کیلئے اپارٹمنٹ بھی مل گیا ہے۔

سوال: حضور انور نے گیمبیا کے موسیٰ صاحب کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: امیر جماعت گیمبیا لکھتے ہیں کہ بَصّے میں تحریک جدید کے حوالے سے پروگرام کیا گیا۔ اس پروگرام میں موسیٰ صاحب بھی شریک تھے۔ ان کے پاس چندے میں دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ بہت بے چین ہوئے اور تہجد میں اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کے حضور اس کا فضل مانگتے ہوئے جھکتے کہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں شامل ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دلی خواہش کو قبول فرمایا۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ یہ جس کمپنی کے ساتھ کنٹریکٹ پر کام کرتے تھے انہوں نے کہا کہ وہ بَصّے میں دو دن کا ایک پروگرام کر رہے ہیں جس میں یہ شامل ہوں تو معاوضہ کے طور پر چار ہزار ڈلاسی دیے جائیں گے۔ یہ بہت خوش ہوئے اور دو دن کے پروگرام میں شامل ہونے کے بعد اپنے وعدے کو بڑھا کر دو ہزار ڈلاسی کر دیا۔

سوال: حضور انور نے کبابیر کی جماعت کے اخلاص و قربانی کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کبابیر سے شمس الدین صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ الخلیل فلسطین میں نئی جماعت ہے۔ یہاں اکثر احباب جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہے مگر اللہ کے فضل سے سب نے تحریک جدید میں حصہ لیا۔ ابراہیم صاحب الخلیل کے ایک نومبائع احمدی ہیں۔ موصوف بیعت کرتے ہی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اس بار ایک اچھی رقم انہوں نے تحریک جدید کے لیے ادا کی ہے۔

سوال: حضور انور نے گزشتہ سال ہونے والی مالی قربانی کے متعلق کیا اعداد و شمار بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کا چھیاسیواں سال 31/اکتوبر کو ختم ہوا اور ستاسیواں سال شروع ہو گیا اور اللہ کے فضل سے اس سال جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کو تحریک جدید کے مالی نظام میں 5.14 ملین یعنی ایک کروڑ چون لاکھ پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابلے میں آٹھ لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

سوال: حضور انور نے دنیا بھر کی جماعت میں کن پہلی دس جماعتوں کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مجموعی طور پر جو صورتِ حال ہے وہ یہ ہے کہ بیرونی ممالک میں سے پہلا نمبر جرمنی کا ہے۔ پھر برطانیہ کا ہے۔ پھر امریکہ کا ہے۔ پاکستان کا بھی بیچ میں آ جاتا ہے۔ امریکہ نمبر تین، پھر کینیڈا، پھر مڈل ایسٹ کا ایک ملک ہے، پھر بھارت ہے، پھر آسٹریلیا ہے، پھر انڈونیشیا ہے، پھر گھانا ہے اور پھر ایک اَور مڈل ایسٹ کی جماعت ہے۔

☆......☆......☆

اس عہد بیعت کو سامنے رکھیں کہ محض للہ اپنی خداداد طاقتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاؤں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/اکتوبر 2003 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس بات کو اپنی جماعت کے لیے ضروری قرار دیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط یہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔

سوال: جماعت نے کس طرح خلفاء کی تحریکات پر والہانہ لبیک کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: افراد جماعت نے خلیفۂ وقت کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے افریقہ کے غریب بچوں کی تعلیم اور بیماروں کے علاج کے لیے دل کھول کر مالی قربانیاں کیں۔ پھر اسکولوں اور ہسپتالوں میں خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اور نہایت نامساعد حالات میں رہ کر گزارا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مساعی میں بے انتہا برکت ڈالی۔

سوال: حضور انور نے احمدی ڈاکٹرز کو کیا تحریک فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مَیں نے ڈاکٹروں کو توجہ دلائی تھی کہ ہمارے افریقہ کے ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔ اس عہد بیعت کو سامنے رکھیں کہ محض للہ اپنی خداداد طاقتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ آگے آئیں اور مسیح الزمان سے باندھے ہوئے اس عہد کو پورا کریں اور ان کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ اسی طرح ربوہ میں فضل عمر ہسپتال کے لئے بھی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہاں بھی ڈاکٹر صاحبان کو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔

سوال: حضور انور نے حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کی کس ذاتی خوبی کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ جب وہ کالج میں پڑھا کرتے تھے تو ہر احمدی کو جا کر ملا کرتے تھے اور اگر کوئی بھائی بیمار ہوتا تو ان کے مکان پر جاتے، اُن کی بیمار پرسی کرتے اور بعض دفعہ تقریباً ہر روز بیماروں کو دیکھنے جایا کرتے۔ ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحبؓ سخت بیمار ہو گئے تو مرحوم کئی روز تک مفتی صاحب کے مکان میں رہے اور رات دن ان کی خدمت کی۔

سوال: حضور انور نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی والدہ کی کس خوبی کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ اپنی والدہ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اگر دشمن نہ ہو تو کوئی دشمن کیا بگاڑ سکتا ہے اور اس لحاظ سے مَیں تو کسی کو دشمن نہیں سمجھتی اور دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک بہت کیا کرتی تھیں۔ فرماتی

تھیں کہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے تو انسان کو چاہئے کہ ان لوگوں سے بھی احسان اور نیکی سے پیش آوے جن پر دل راضی نہیں ہوتا۔

سوال حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کس طرح یتیموں کی خبر گیری کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پھر حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ بھی یتیموں کی خبر گیری کی طرف بہت توجہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو شدید بخار تھا، نقاہت تھی۔ کارکن نے آ کر کہا کہ کھانے کے لئے جنس کی کمی ہے اور کہیں سے انتظام نہیں ہو رہا۔ لڑکوں نے صبح سے ناشتہ بھی نہیں کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا فوراً تانگہ لے کر آؤ اور تانگے میں بیٹھ کر مخیر حضرات کے گھروں میں گئے اور جنس اکٹھی کی اور پھر ان بچوں کے کھانے کا انتظام ہوا۔

سوال آنحضرت ﷺ نے یتیم کی پرورش کرنے والے کو کیا خوشخبری عطا فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا اس طرح جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہوتی ہیں شہادت کی اور درمیانی انگلی آپ نے اکٹھی کی۔

سوال حضور انور نے حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کی مخلوق خدا سے ہمدردی کا کیا ایمان افروز واقعہ سنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک سرد رات میں جب کہ قادیان کی کچی گلیوں میں سخت کیچڑ تھا، بہت مشکل سے گرتے پڑتے کہیں جا رہے تھے۔ ایک دوست نے پوچھا تو فرمایا بھائی یہاں ایک کُتیا نے بچے دیئے ہیں۔ میرے پاس ایک روٹی پڑی تھی۔ مَیں نے کہا کہ جھڑی کے دن ہیں یعنی بارش ہو رہی ہے اس کو ہی ڈال دوں۔

سوال حضور انور نے حضرت نور محمد صاحب کی ہمدردی خلق کا کیا ایمان افروز واقعہ سنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سخت سردی کا موسم تھا اور آپ کے پاس نہ کوٹ تھا نہ کمبل۔ صرف اوپر نیچے دو قمیصیں پہن رکھی تھیں، گاڑی میں سوار تھے۔ ایک معذور بوڑھا ننگے بدن کانپتا ہوا نظر آیا۔ اسی وقت اپنی ایک قمیص اتار کر اسے پہنا دی۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے مخلصین کا کس محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ایسا ہی ہمارے دلی محب مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں اور صاحبزادہ پیر جی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی، اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی اور منشی چوہدری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور اور منشی جلال الدین صاحب وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی مالی قربانی کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب حضورؑ نے فرمایا: کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں دیکھی ...... جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کس محبت و عقیدت کا اظہار کیا؟

جواب حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے ہیں: میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے ایمان و اخلاص اور وفاداری کا کن محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: حِبّی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب جو جوان صالح اور کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے استقامت کے آثار و انوار ان میں ظاہر ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب، جس پر تمام مدار حصول فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب حضورؑ فرماتے ہیں: حِبّی فی اللہ میاں عبداللہ سنوریؓ، یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لاسکتا۔ مَیں ہمیشہ بنظر ایمان اسکی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں تو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کی بجز اس بات کے اور کوئی وجہ نہیں کہ اسکے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت منشی محمد اروڑا صاحبؓ کا کن محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا؟

جواب حضورؑ فرماتے ہیں: حِبّی فی اللہ منشی محمد اروڑا صاحب محبت اور خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔ خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں۔ بلکہ وہ تو دن رات اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ جانثار آدمی ہیں۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔ شاید ان کی اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر یک توفیق سے کوئی خدمت بجا لاویں۔ وہ دل و جان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کی نیکی اور صلاحیت کا کن محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا؟

جواب حضورؑ فرماتے ہیں: مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کیلئے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کیلئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10208: مَیں تاج الدین ملک ولد مکرم سراج الملک صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہریدے پور ڈاکخانہ ساریشہ ضلع ڈائمنڈ ہاربر صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/اگست 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک طلائی انگوٹھی 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/9500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج — العبد: تاج الدین ملک — گواہ: محمد خالد اشرف

مسل نمبر 10209: مَیں امۃ الرشید زوجہ مکرم مسعود خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/نومبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 4 بھری 22 کیریٹ، زیور نقرئی 12 بھری، حق مہر -/55525 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق انسپکٹر بیت المال آمد — الامۃ: امۃ الرشید — گواہ: اختر الدین خان

مسل نمبر 10210: مَیں نعیمہ بیگم زوجہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/نومبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 10 بھری 22 کیریٹ، حق مہر -/55,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق انسپکٹر بیت المال آمد — الامۃ: نعیمہ بیگم — گواہ: اختر الدین خان انسپکٹر بیت المال آمد

مسل نمبر 10211: مَیں ہاجرہ بیگم زوجہ مکرم شیخ سبدر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع گورداسپور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/35,000 روپئے، زیور طلائی: 2 کان کے پھول 4 گرام، 1 ٹاپ 4 گرام، 1 انگوٹھی 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اختر الدین خان — الامۃ: ہاجرہ بیگم — گواہ: گلسن بیگم

مسل نمبر 10212: مَیں منیرہ بیگم زوجہ مکرم ادریس خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی، ساکن دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع گورداسپور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/3500 روپئے، زیور طلائی: 2 کان کے پھول 4 گرام، 2 ناک کے پھول 1 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اختر الدین خان — الامۃ: منیرہ بیگم — گواہ: ہاجرہ بیگم

مسل نمبر 10213: مَیں شہناز بیگم زوجہ مکرم احسان احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/نومبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/35000 روپئے، زیور طلائی: گلے کا ہار 10 گرام، 2 کان کے پھول 6 گرام، 2 کنگن 5 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 20 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اختر الدین خان — الامۃ: شہناز بیگم — گواہ: سمیر خان

مسل نمبر 10214: مَیں سراۃ النساء زوجہ مکرم تبارک محمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری

عمر 75 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالانوار ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 / جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زرعی زمین 25 گونٹھ (مشترکہ)، زیور طلائی: 2 کان کے پھول 2 گرام 22 کیریٹ، 2 ہاتھ کے کنگن۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اختر الدین خان | الامۃ: سراۃ النساء | گواہ: وسیم احمد

مسل نمبر 10215: مَیں شہناز بیگم زوجہ مکرم محمد سعد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالانوار ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 / اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/85525 روپئے، زیور طلائی: ہار 27 گرام، بالی 10 گرام، انگوٹھی وناک کی بالی 5 گرام، کنگن 10 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی 100 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبارک احمد خان | الامۃ: شہناز بیگم | گواہ: امیر الدین خان

مسل نمبر 10216: مَیں نوشیروان احمد ولد مکرم نور الدین احمد ناصر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ نور ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 / نومبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد راشد | العبد: نوشیروان احمد | گواہ: نور الدین احمد ناصر

مسل نمبر 10218: مَیں رضوانہ نوشاد زوجہ مکرم انس . پی . صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن امان (نزد احمدیہ مسجد) ڈاکخانہ کڈالائی ضلع کنّور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 / اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 400 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/2,00,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سی مبشر احمد | الامۃ: رضوانہ نوشاد | گواہ: ایس . وی . شمس الدین

مسل نمبر 10219: مَیں عبد الرشید گنائی ولد مکرم عبد العزیز گنائی صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلرنگ عمر 83 سال تاریخ بیعت 1962، موجودہ پتا: ساکن نگر بھدرواہ ضلع ڈوڈا صوبہ جموں کشمیر، مستقل پتا: محلہ احمدیہ حلقہ نور ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 / اگست 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 9 مرلہ زمین مع دکان بمقام بھدروا، 1 مرلہ زمین مع مکان بمقام کھکھل۔ میرا گزارہ آمد از ٹیلرنگ ماہوار -/4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عنایت اللہ منڈاشی | العبد: عبد الرشید گنائی | گواہ: محمد یوسف انور بٹ

مسل نمبر 10220: مَیں عشرت سلطانہ زوجہ مکرم سید ارشد مجید صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ محمود ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 / دسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/50,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: 3 ہار، 4 انگوٹھی، 2 کنگن (کل وزن 45 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 2 سیٹ 25 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید ارشد مجید | الامۃ: عشرت سلطانہ | گواہ: محمد انور احمد

جلسہ سالانہ قادیان کی یاد میں

کہا تھا نہ بڑا ہی ہے ستمگر
کہاں ہے رونقِ بستانِ احمد
نہیں ہے قافلوں کا شور کوئی
نہ آلو گوشت کی سوندھی سی خوشبو
خُدایا خیر کی خبریں سنا دے
بہائیں اشک یوں آنکھوں سے آؤ
الٰہی تیرے کُن کی منتظر ہے

بِنا جلسوں کہ پھر گزرا دسمبر
چمن میں ہے خزاں سا ایک منظر
نہ کوئی میہماں ، خالی پڑا گھر
نہ ہیں وہ روٹیاں، دیگیں، وہ لنگر
نیا ہو سال تو کوئی نہ ہو ڈر
کہ پہنچے ہر صدا عرش بریں پر
دبی ہے آہ جو اس منؔ کے اندر

(منصورہ فضل منؔ قادیان)

چلو جائزہ اپنے نفسوں کا لیں ہم
کہاں کل کھڑے تھے کہاں آج ہیں ہم

مبارک ہو سب کو نیا سال آیا
امیدیں نئی سی نیا رنگ لایا
خدا سارے رنج و الم دُور کر دے
نئے سال میں سب کو مسرور کر دے
سبھی فرحتیں ہوں سبھی عظمتیں ہوں
عطا دین و دُنیا کی سب دولتیں ہوں
چلو جائزہ اپنے نفسوں کا لیں ہم
کہاں کل کھڑے تھے کہاں آج ہیں ہم
نیا عزم لے کر نیا جوش دے کر
علم دین احمد کو شانوں پہ لے کر
بلند سے بلند تر فضاؤں میں جا کر
ہواؤں میں جاں کی یہ بازی لگا کر
نہ خوف و خطر ہو کبھی مشکلوں سے
نئے راستوں سے نئی منزلوں سے
نئے سال سے ہم یہ سب کام لیں گے
ہم اسلام پہ اپنی جاں وار دیں گے
چھپے راز دل کے تو سب جانتا ہے
تجھ ہی سے یہ نایکؔ سبھی مانگتا ہے

(سلیق احمد نایک قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 7 - January - 2021 Issue. 1

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ہر احمدی مرد عورت جوان بچہ بوڑھا یہ عہد کرے کہ

اس سال میں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے، اللہ تعالیٰ اسکی ہر ایک احمدی کو توفیق عطا فرمائے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 1 ؍جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت علی کی شہادت کے پس منظر میں بیان فرماتے ہیں کہ ابھی معاملات پوری طرح سلجھے نہ تھے کہ خوارج کے گروہ نے یہ مشورہ کیا کہ اس فتنہ کو اس طرح دور کرو کہ جس قدر بڑے آدمی ہیں ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ ان کے بعض جرأت والے لوگ یہ اقرار کر کے نکلے کہ ان میں سے ایک حضرت علی کو ایک حضرت معاویہ کو اور ایک عمرو بن عاص کو ایک ہی دن میں اور ایک ہی وقت میں قتل کر دے گا۔ جو حضرت معاویہ کی طرف گیا تھا اس نے تو حضرت معاویہ پر حملہ کیا لیکن اس کی تلوار ٹھیک نہیں لگی اور حضرت معاویہ صرف معمولی زخمی ہوئے۔ وہ شخص پکڑا گیا اور بعد ازاں قتل کیا گیا۔ جو عمرو بن عاص کو مارنے گیا تھا وہ بھی ناکام رہا کیونکہ وہ بوجہ بیماری نماز کیلئے نہیں آئے تھے اور جس شخص نے ان کی جگہ نماز پڑھائی تھی وہ مارا گیا۔ جو شخص حضرت علی کو مارنے کیلئے نکلا تھا اس نے جبکہ آپ صبح کی نماز کیلئے کھڑے ہونے لگے آپ پر حملہ کیا اور آپ خطرناک طور پر زخمی ہوئے۔ حضرت علی کی شہادت کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ حضرت عبید اللہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا اے علی کیا تم جانتے ہو کہ اوّلین اور آخرین میں سے سب سے بد بخت شخص کون ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ پہلوں میں سب سے بد بخت شخص حضرت صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا تھا اور اَے علی آخرین میں سب سے بد بخت وہ شخص ہوگا جو تمہیں نیزہ مارے گا اور آپ ﷺ نے اس جگہ کی طرف اشارہ فرمایا جہاں آپ کو نیزہ مارا جائے گا۔

جب حضرت علی کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مندرجہ ذیل وصیت کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ وصیت ہے جو علی بن ابی طالب نے کی ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اَے حسن مَیں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور یہ کہ تم حالت اسلام میں ہی دنیا سے رخصت ہونا۔ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ نہ کرنا کیونکہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ بڑی اہم بات ہے اسے یاد رکھنا چاہئے کہ باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔ تم اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اس سے اللہ تعالیٰ تم پر حساب آسان فرما دے گا۔ یتیموں کے معاملات میں اللہ سے ڈرنا۔ پڑوسیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ پڑوسیوں سے حسن سلوک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے۔ نماز کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے اپنے رب کے گھر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور زندگی بھر اُسے خالی نہ ہونے دو کیونکہ اگر وہ خالی چھوڑ دیا گیا تو اس جیسا کوئی گھر تمہیں نہ ملے گا اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو اور زکوۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ رب کے غصہ کو بجھاتی ہے اور فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنے سامان معیشت میں شریک کرو۔ نماز کی حفاظت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کا خوف مت کرو۔ لوگوں سے نیک بات کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑو ورنہ تم میں سے برے تمہارے حاکم بن جائیں گے، پھر تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ ایک دوسرے سے رابطہ اور تعلق رکھو اور تکلفات کے بغیر ایک دوسرے کے کام آؤ۔ خبردار ایک دوسرے سے دشمنیاں نہ بڑھاؤ نہ قطع تعلق کرو اور نہ تفرقہ کرو اور نیکی اور تقویٰ میں باہم تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی میں تعاون نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

حضرت علی نے ایک موقع پر جبکہ آپ زخمی تھے فرمایا میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ اس پر آپ کی صاحبزادی ام کلثوم رو پڑیں آپ نے اُنہیں فرمایا چپ ہو جاؤ اگر تم وہ دیکھ لو جو میں دیکھ رہا ہوں تو نہ روؤ۔ راوی نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا یہ فرشتوں اور نبیوں کے وفد ہیں اور یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو فرما رہے ہیں کہ اے علی خوش ہو جاؤ کیونکہ جس طرف تم جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم موجود ہو۔ جب حضرت علی بن ابوطالب کی وفات ہوئی تو حضرت حسن بن علی منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو آج کی رات ایک ایسے شخص کی وفات ہوئی ہے کہ نہ اس سے پہلے لوگ اس سے سبقت لے جا سکے اور نہ بعد میں آنے والے اسکا مقام پا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ جب اسے کسی مہم پر بھیجتے تو جبرئیل اسکے دائیں طرف اور میکائیل اسکے بائیں طرف ہوتے تھے اور وہ واپس نہ لوٹتا تھا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح نہ عطا کر دیتا تھا۔ آپ کا دور خلافت چار سال ساڑھے آٹھ ماہ رہا۔

حضرت علی نے مختلف وقتوں میں آٹھ شادیاں کیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے ان کو کثیر اولاد عطا کی جن کی تعداد تیس سے زائد بنتی ہے۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جو اس شہر کا قصد کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے دروازے پر آئے۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ میں اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھتا تھا اور آج میرا صدقہ یعنی زکوۃ چار ہزار دینار تک پہنچ چکا ہے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ عزیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ثعلبہ بن ابو مالک بیان کرتے ہیں کہ ہر میدان جنگ میں جب لڑائی کا وقت آتا تھا تو حضرت علی بن ابوطالب جھنڈا تھام لیتے تھے۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی اور میرے ساتھی ہو۔

ایک بار حضرت علی بن ابوطالب نے خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ ان کے نیک لوگ اور علماء انہیں اس بات سے منع نہ کرتے تھے پھر جب وہ گناہوں میں حد سے بڑھ گئے تو انہیں قسما قسم کی سزاؤں نے پکڑ لیا۔ پس تم لوگ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو قبل اس کے کہ تم پر بھی ان جیسا عذاب آ جائے۔ یاد رکھو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ تو تمہاری روزی گھٹائے گا اور نہ تمہاری موت کو قریب کرے گا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے اور وہ ہیں علی، عمار اور سلمان۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جس درجہ میں میں ہوں گا اس میں علی اور فاطمہ ہوں گے۔ حضرت علی عشرۃ مبشرۃ میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی دنیا میں جنت کی خوشخبری ملی۔ باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں۔ آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت کیلئے، دنیا کیلئے، انسانیت کیلئے بابرکت ہو۔ ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے والے ہوں اور دنیا والے بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں ورنہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کاش کہ ہم اور دنیا کے تمام لوگ اس اہم نکتے کو سمجھ جائیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔ چند ماہ پہلے میں نے بہت سے سربراہان حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کیلئے خطوط لکھے تھے اور کووڈ کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور اس طرف توجہ دلائی تھی کہ یہ آفات خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقوق و فرائض بھولنے اور ادا نہ کرنے بلکہ ظلم میں بڑھنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس لئے توجہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اس بیماری سے نہ صرف انفرادی طور پر ہر فرد معاشی لحاظ سے کمزور ہو رہا ہے بلکہ بڑی بڑی امیر حکومتوں کی بھی کمریں ٹوٹ رہی ہیں۔ دنیاداروں کے پاس اسکا صرف ایک حل ہے کہ، جب ایسی صورتحال ہو جائے گی تو دوسرے چھوٹے ملکوں کی معیشتوں پر قبضہ کیا جائے۔ اس کیلئے بلاک بنیں گے اور بن رہے ہیں۔ سرد جنگ دوبارہ شروع ہو جائے گی اور اب کہا جانے لگا ہے کہ شروع ہو گئی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ اصل ہتھیاروں کی جنگ بھی ہو جائے جو نہایت خوفناک جنگ ہوگی۔ پھر ایک اور گہرے کنوئیں میں گر جائیں گے یہ لوگ۔ غریب ملک پہلے ہی پسے ہوئے ہیں امیر ملکوں کے عوام بھی پسیں گے اور بڑے خوفناک حد تک پسیں گے۔ پس اس سے پہلے کہ دنیا اس حالت کو پہنچے ہمیں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے دنیا کو ہوشیار کرنا چاہئے۔ پس یہ سال مبارکبادوں کا سال اس وقت بنے گا جب ہم اپنے فرائض کو اس نہج پر ادا کرنے والے ہوں گے۔ ہر احمدی کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے اور اس کے سرانجام دینے کیلئے پہلے اپنے اندر پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں۔ پھر دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی مرد عورت جوان بچہ بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال میں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی ہر ایک احمدی کو توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستان کے احمدیوں اور الجزائر کے احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور یہ سال ہر احمدی کیلئے ہر انسان کیلئے رحمتوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad